www.novelsclubb.com
دامن گیر
ناولز کلب
از منزہ حسن
:novelsclubb
:read with laiba
03257121842

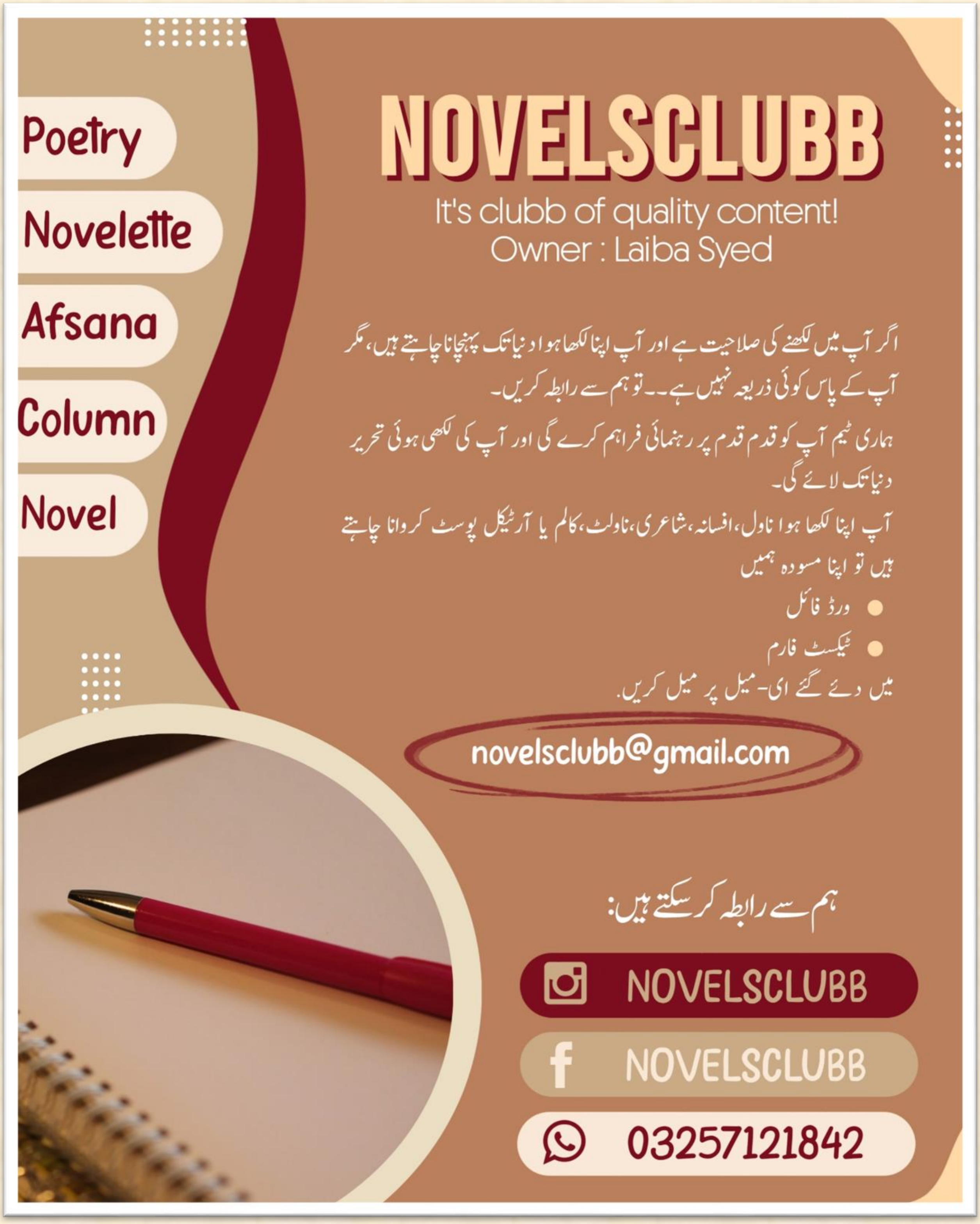
Poetry
Novelette
Afsana
Column
Novel
NOVELSCLUBB
It's clubb of quality content!
Owner : Laiba Syed
اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔تو ہم سے رابطہ کریں۔
ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔
آپ اپنا لکھا ہوا ناول، افسانہ، شاعری، ناولٹ، کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں
ورڈ فائل
ٹیکسٹ فارم
میں دیئے گئے ای-میل پر میل کریں.
novelsclubb@gmail.com
ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں:
NOVELSCLUBB
NOVELSCLUBB
03257121842

دامن گیر

از قلم

منزہ حسن

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

ناول "دامن گیر" کے تمام جملہ حق لکھاری "منزہ حسن" کے نام محفوظ ہیں۔ کہانی کا کوئی بھی حصہ کسی بھی صورت میں کسی دوسرے پلیٹ فارم یا سوشل میڈیا پر پوسٹ کرنے سے پہلے لکھاری کی اجازت درکار ہو گی۔ "ناولز کلب" کا پی ڈی ایف بغیر اجازت پوسٹ کرنا منع ہے، بغیر اجازت کہانی/پی ڈی ایف کا استعمال کرنے والوں پر سخت کاروائی کی جاسکتی ہے۔ اس کہانی اور اس میں موجود کردار محض تصوراتی ہیں۔ کسی بھی حقیقی کہانی یا انسان سے ان کا کوئی واسطہ نہیں ہے۔ کسی بھی طرح کی مشابہت کو اتفاق سمجھا جائے۔

♥دامنگیر♥

آدھی رات۔۔۔۔

ہلکا سرد موسم۔۔۔۔

خاموش محلہ۔۔۔

"زونیشہ۔۔۔زونیشہ۔۔"۔تاریکی میں ڈوبا کمرہ سائڈ لیمپ سے روشن ہوا۔۔۔دروازہ پیٹنے کی آواز کچھ مزید تیز ہوئی تو وہی نام پکارنے والے کی آواز میں کچھ ہلک پن۔۔وہ ایک دوسری لگاتی گیٹ کی جانب لپکی۔۔

"امی جان۔"۔۔چالیس سالہ عمر کی خاتون آنسوؤں سے بھیگی تھی ان کی حالت دیکھ وہ سمجھ چکی تھی کہ وہ کیا خبر لائی ہے۔۔

"سب ختم ہو گیا،، ختم ہو گیا سب۔۔"وہ اس سے لپٹی تھی ہچکیاں زیادہ آواز کم ہونے لگی

"کیوں ہو گیا یہ۔"۔بت بنے وہ بس ماں کو گلے لگائے ان کے ادا ہوتے الفاظ سنے جا رہی تھی۔۔

"ابا۔۔ابا جان کہاں ہے انھیں بتایا تو نہیں نا؟؟۔۔"کچھ لمحے بعد ذرا سنبھلتے اس نے ماں کو دیکھ سوال کیا۔۔

"سوئے پڑے ہیں دوائی لیے "ناامیدی لفظوں سے صاف واضح تھی۔

"کس کا فون آیا تھا"اس نے سوال کیا جیسے وہ خود کو سنبھال چکی ہو

"وسیم کا۔۔"۔کہتے ہیں وہ پھر رونے لگی۔۔

"اٹھ جاؤ اماں جاؤ کمرے میں جاؤ میں ہسپتال سے آتی ہوں۔۔ بابا کو کچھ نا بتانا۔۔"وہ انھیں کہتے خود کا حال بہتر کرنے لگی

"خیال رکھنا جلد واپس آتے ہیں۔۔"اس سے زیادہ کہنے یا مزید ماں کو دیکھنے کی شاید ہمت نہ تھی اس میں۔۔

رات کے باعث سڑک خالی تھی وہ جلد ہی قریبی سرکاری ہسپتال میں موجود تھی

"کہاں ہیں ڈاکٹر؟؟"وسیم کے قریب آتے ہی اس نے سوال کیا

"چلو" ڈاکٹر پر اس کی نظر پڑ چکی تھی جبکہ دوسری جانب وسیم جو اسے اس حالت میں اتنا با ہمت ہونے کی توقع نہیں کر رہا تھا اسے دیکھ حیران تھا۔

مختصر گفتگو کے بعد اسے بھائی کی لاش لے جانے کی اجازت مل چکی تھی.

"کب بتایا تمھیں ڈاکٹر نے" فائل سنبھالتے وسیم سے سوال کیا۔

"بس جیسے ہی بتایا پہلے تمہیں کال کی۔۔ تم رونے لگ گئی اس لیے مزید آگے کچھ کہا نہیں میں نے" وسیم نے فائلیں اسے دی

"اماں تھی وہ۔۔انہوں نے فون اٹھالیا تھا۔۔" مایوسی بھرا سادہ جواب

"کیا زوبیہ آپا۔۔۔معاف کرنا خبر ہی ایک دم ایسے ملی سمجھ نہیں آیا سامنے تم ہو یا آپا ہیں اور بتا دیا میں نے". م

"خیر ہے سنبھال لیا انہیں تو۔۔ شکر ہے ابا جان سو رہے تھے۔۔" لمبا سانس لیے وہ وہاں سے گزرتے امید اور ناامید لیے لوگوں کو تک رہی تھی۔۔

"انھیں خبر نہیں کی؟؟" وسیم ناچاہتے ہوئے سوال کر گیا

زونیشہ کی آنکھیں بھیگی تھی وسیم مزید کچھ کہے ایمبولینس کی جانب بڑھا۔۔

زونیشہ کے والد ابراہیم صدیقی سخت مزاج ہونے کے ساتھ ساتھ بلڈ پریشر اور دلی بیماری کے مریض تھے جس سے اکثر ان کی طبیعت غیر ہو جاتی۔۔وہ اس اچانک کے انکشاف پے انکی حالت نا بگڑنے کے خوف سے یہ بات مخفی رکھے گھر سے نکلی تھی۔۔۔

ایمبولینس سفر طے کرتے ایک کچھ کچے پکے لیکن نفاست سے بنے گھر کے قریب رکی۔

"اب آونگا تو دیکھنا سارا محلہ خاموش ہو جایئگا مجھے دیکھ کر۔۔ کسی کو یقین نا آئے گا کہ میں حیدر ابراھیم ایسے بھی آسکتا ہوں" حیدر کے آخری الفاظ زونیشہ کے کان میں گونجے تھے

"اور ہاں گھر سجا کر رکھنا میری پسندیدہ بتیوں سے محلہ والوں کو پتا تو لگے گا کہ حیدر لوٹا ہے"

اسٹریچر پر پڑی حیدر کی لاش اب ایمبولنس سے نکل کر گھر میں جا رہی تھی

"میرے گھر میں قدم رکھتے ہی سارا گھر روشن کر دینا حیدر کا کہا ہر لفظ جیسے کیلوں کی طرح زونیشہ کے ذہن میں گردش کر رہا تھا وسیم نے برآمدہ روشن کیا ہلچل اور چلنے کی آوازوں سے زوبیہ کمرے سے باہر آچکی تھی۔۔وہ برآمدے میں پڑے اپنے خون کو سفید چادر میں ڈھکے دیکھ بے حس و حرکت تکتے قدم با قدم اس کے قریب ہونے لگی۔۔

وہ گرنے کے انداز میں بیٹھی تھی چہرے سے چادر ہٹائے چیخی۔۔وہ چیخ وہ زوردار چیخ جس نے کمرے میں سوئے ابراہیم صدیقی کو جگایا تھا وہ گھبراتے لیکن غصہ لیے برآمدے کی جانب بڑھنے کی غرض سے اٹھے۔۔

"حیدر۔۔۔اٹھ جااا حیدررر۔۔۔"وہ ماں تھی جوان بیٹے کی میت پر اپنا آپ نا بھول جائے کیسے ممکن تھا۔۔

"آپا سنبھال خود کو۔۔۔" وسیم آگے بڑھتے انھیں روکنے لگا۔۔

اسے اس لمحے ترس آرہا تھا تو زوبیہ سے زیادہ اس زونیشہ پر جو دور کھڑے ایک مجسمہ کی طرح سب دیکھ رہی تھی جسکے اندر کی ہمت،اسکا وجود جس قدر بے دردی سے بھائی کی میت دیکھ ٹوٹا تھا وہ خود کو چٹان کی طرح مضبوط کیے کھڑی تھی جو جانتی تھی اب اگلے لمحات اسے کس طوفان کا سامنہ کرنا ہے۔۔۔

"کیا چیخ رہی ہے حیدر حیدر آگیا کیا وہ جگایا کیوں نہیں" یہ ابراہیم صدیقی تھے جواب راہگزر سے ہوتے برآمدے میں آچکے تھے کچھ اکادوکا پڑوسی کو گھر میں دیکھ ہاتھ میں پکڑی عینک لگائی۔

سوال کرنے سے قبل ہی نظر حیدر کی لاش اور اس کے بغل میں بیٹھی زوبیہ پر جا چکی تھی قدم لڑکھڑائے تھے لیکن انھیں خود ہی سنبھلنا تھا وہ تیز لیکن سنبھلتے قدموں کے ساتھ اس کے قریب ہوئے

"مر گیا یہ۔۔یہ یہ مر گیا کیسے مر گیا یہ۔۔اٹھے گا نہیں اب" کوئی عام انسان ان کی بات سنتا تو شاید انھیں پاگل تصور کرتا لیکن ان کے آس پاس موجود سبھی لوگ جانتے تھے وہ ایسا کیوں کہہ رہے ہیں

والدین کی بات نا ماننے والے اولادوں کو وہ باغی سمجھتے تھے حیدر بھی اسی فہرست کے زیر اثیر آچکا تھا جبکہ حیدر کی مدد کرنے کے لیے وہ زونیشہ کو وہ بھی اسی نظر سے دیکھا کرتے۔۔

"مر گیا یہ۔۔مار دیا تو نے۔۔۔تو تو نے مار دیا۔۔"ان کی نظر زونیشہ پر جا چکی تھی وہ جوان کے آتے ہی سانس روکے کھڑی تھی اس جملے پر روح بھی جسم سے نکلتے محسوس ہوئی

"تو نے مار دیا اسکو" وہ اس قدر زور سے چلائے کہ اگر مردہ زندہ ہو سکتا تو شاید حیدر اٹھ جاتا۔۔

"بھائی جان اس نے کچھ نہیں کیا اپنی پوری کوشش کی ہے حیدر کو بچانے کی حیدر کی اتنی زندگی تھی"۔ وسیم ان کے قدم زونیشہ کی جانب بڑھتے دیکھ ان کے سامنے ہوا

"ہاں۔۔اچھاااا۔۔ایسا ہوتا ہے زندگی ختم ہو جاتی ہے صحیح کہہ رہا تو تو یہ زندہ کیسے ہے جب یہ مر سکتا ہے اس کی زندگی ختم ہو سکتی ہے تو یہ کیوں نہیں مر سکتی کیوں نہیں مری یہ"۔ وہ دھارے تھے وسیم اب کچھ مزید کہنے کی ہمت نا رکھتا تھا

"تو غم منا رہی ہے زوروں سے مناسب کو بتا کہ تیری بیٹی تیرا بیٹا کھا گئی مار ڈالا اس نے اسکو" وہ اب زوبیہ سے مخاطب تھے

"یہ مر گیا اس کو مار دیا کیا کرو اس کی لاش کا۔۔۔یہ کیا دے گا مجھے اس لیے پالا تھا اسکو کہ کمانے کی عمر آئے تو یہ مر جائے". دل چیڑ دینے والی باتیں وہ اس وقت اپنی اولاد کی میت کو دیکھ کر رہے تھے وہ اس کی موت سے زیادہ انکو کما کر نا دینے کا غم کھا رہے تھے

"لٹ گیا ابراہیم لٹ گیا سارے خواب توڑ دیے ابراہیم کے اس نے مار دیا ابراہیم کے خوابوں کی تعبیر کو" ایک گلاس زونیشہ کی جانب پھینکتے وہ چلائے۔۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

وہ ان سب کے لیے ذہنی طور پر تیار تھی حیرانی تھی تو یہ کہ ان سب کی بیچ بھی اس کی آنکھیں آنسو نا جھلکاتی تھی جیسے وہ خشک سے ہو گئے ہو۔۔

"ابراہیم صدیقی کیا کر رہے ہو یہ۔۔" وہ خیبر تھے ابراہیم صدیقی کے قریبی اور پرانے دوست جوانی سے ایک دیوار کے پڑوسی۔۔ وسیم نے کسی پڑوسی کے ذریعے انہیں بلوایا تھا کیونکہ اس لمحے وہی انہیں قابو کر سکتے تھے

"ذرا دیکھو اپنے برآمدے کی جانب تمہارے بیٹے کی میت پڑی ہے یہاں اور تم زمانے کو اپنی اصلیت دیکھانے میں لگے ہو۔۔۔ بیٹھ جاؤ۔۔" وہ انھیں ایک جانب لے جاتے کہنے لگے۔۔

"قاتل ہے ہو جانتے ہو تم". وہ اپنی ہی بات دہرانے لگے

"بعد میں کرتے ہیں بات.. وسیم جاؤ میت کے باقی انتظامات کرو اطلاع دو لوگوں کو حیدر کی موت کی۔۔۔ وہ پہلے ابراہیم صدیقی سے کہتے وسیم کی جانب متوجہ ہوئے۔۔

"خالدہ جاؤ باجی کو اندر کمرے میں لے جاؤ" خیبر صاحب اپنی بیوی سے کہتے زونیشہ کی جانب بڑھے۔۔

"تم وہاں کیوں کھڑی ہو اندر جاؤ اپنی ماں کے پاس۔"۔ خیبر اب زونیشہ سے مخاطب تھے

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"آپ کیا چاہتے ہے اس گھر سے دوسری میت بھی نکلے "ساکت کردینے والا جملہ

"کیا کہہ رہی ہو بیٹے تم کہہ رہی ہوں یہ زونیشہ۔۔تم تو"۔وہ رکے تھے شاید مقابل کی بات نے روکا تھا

"بہادر مت کہیے گا بس نہیں ہوں بہادر مجھ جیسی عورت نہیں ہو سکتی بہادر "لاچار چہرہ بے بس لہجہ

"تم اندر جاؤ اپنی ماں کے پاس جاؤ بعد میں بات کرتے ہیں "لوگوں کی آمد دیکھتے اسے حکمیہ کہا

"وسیم غسل و کفن کی تیاری ہو گئی ؟؟"وہ اب باقی انتظامات کی طرف بڑھے

آسمان پر پھیلتی روشنی سورج کی آمد کی خبر دے رہی تھی سفید چادروں میں ڈھکا ابراھیم صدیقی کا گھر فجر کے بعد اب ایک خوفناک منظر پیش کرنے لگا تھا برآمدے میں پھیلے لوگوں کے بیچ حیدر کی میت تھی زرا فاصلے پر بیٹھی زوبیہ آنسوؤں میں بھیگی جہاں روئے جا رہی تھی وہی زونیشہ دوسرے سرہانے بیٹھے بے حس و حرکت حیدر کے آخری دیدار میں محو تھی ٹوٹ کر بکھر جانے کے باوجود حوصلہ رکھنا کیسے کہتے ہیں وہ اس بات کی مثال بنی تھی بھاری دل،لال نم آنکھیں لیے دعاؤں میں رطب اللسان تھی

"جنازے کا وقت ہو چکا"۔۔ خیبر صاحب نے ابراھیم صدیقی کے کاندھے پر ہاتھ رکھا

"آو ابراھیم تم ایک آخری بار دیکھ لو چہرہ "کاندھے پر زور دیتے تھپتھپایا

"میں نہیں دیکھ سکتا "بغض نہیں شاید اڈھیر عمر میں جوان اولاد کی موت تھی جو انھیں اندر سے کمزور کر گئی

"ابراھیم اب زندگی بھر نہیں دیکھے گا وہ "خیبر اپنی بات پر مقیم رہے

"وہ بالآخر وسیم کا سہارا لیے میت کی طرف بڑھے

حیدر کا چہرہ دیکھے وہ زرا بیٹھنے کے انداز میں زونیشہ کے کان کے قریب ہوئے۔۔

"دیکھ رہی ہے تو میری بربادی دیکھ رہی ہے۔۔ہاں!!دیکھ لے جی بھر کے دیکھ لے اب یہ نہیں دِکھے گا۔۔تو آزاد ہو گئی نا۔۔خود کو آزاد کر لیا تو نے اسکو سفید چادر میں ڈال کر دیکھ روتی بھی نہیں ہے"۔۔وہ سرگوشی تھی لیکن آواز اس قدر تیز کے وسیم اور خیبر کے ساتھ کافی لوگ سن چکے تھے

"چلو وسیم میت کو لے جاو" خیبر صاحب اب معاملہ سنبھالتے گویا ہوئے

نماز وتدفین کے گھنٹہ بھر بعد وہ لوٹے تھے۔۔۔

پڑوسی جاچکے تھے جبکہ اب صرف وسیم خیبر صاحب ان کی بیوی ابراھیم صدیقی اور دوماں بیٹی بیٹھے تھے۔۔

"کچھ کھالے آپا بس کر دیکھ رات سے دوپہر ہوگئی"۔خالدہ اور وسیم مسلسل زوبیہ کے قریب بیٹھے اسے کھانے پر اصرار کر رہے تھے

"کھالے مر گیانا اب تو وہ۔۔تو بھی مرے گی کیا اس کے پیچھے جیسے مرنا تھا وہ تو مری نہیں تو حالت بگاڑ رہی ہے"یہ ابراھیم صدیقی تھے جو خیبر صاحب کے ساتھ اب برآمدے سے کمرے میں آئے تھے

"ابراھیم صاحب اس بچی کا کیا قصور ہے موت زندگی تو رب دیتا ہے"خالدہ اب ان کے بیٹھتے کہنے لگی

"بے شک دیتا رب ہے لیکن ذریعہ بھی تو ہوتے ہے اور میرے گھر کو برباد کرنے کا ذریعہ ہے وہ کھا گئی ناحیدر کو اب دھیرے دھیرے ہم بھی مر جائینگے وہ رہ جائیگی"وہ ہنسے تھے جبکہ اس کمرے میں موجود سب لوگوں کو جیسے سانپ سونگھا ہو

"دوالا میری وسیم آرام کرو میں" ابراہیم صاحب کہتے تکیہ ٹھیک کرنے لگے

"وسیم یہ والی دوا بھی دوا نھیں" خیبر صاحب نے ایک الگ سے دوا دیتے کہا

"نیند کی ہے سکون ملے گا"

ابراھیم صدیقی لمحے بھر میں گولیاں کھاتے نیند کی وادی میں اترے تھے

"آپا تو بھی آرام کریں باہر برآمدے میں ہی ہوں کچھ کام ہو تو آواز دینا"۔ وسیم کہتے بتی بجھاتے کمرے سے نکلا۔۔

"زونیشہ ؟؟" خیبر صاحب نے ادھر ادھر نظریں گھماتے کہا۔۔

"شاید کمرے میں آرام کر رہی ہے" وسیم اوپر کی جانب دیکھتے جوابدہ ہوا

"چلو وسیم ہم چلتے ہیں رات میں پھر آئینگے" خیبر صاحب کہتے گھر کی جانب روانہ ہوئے۔۔ گھر کا دروازہ ہلکا کھلا بند تھا۔۔

"آج چھٹی نہیں رکھی آپنے یہ خطاطی کے کمرے میں کون بیٹھا ہے"۔ خالدہ گھر کے بڑے کمرے کو دیکھے کہنے لگی

"دیکھتا ہوں" خیبر صاحب کہتے اس جانب بڑھے۔۔وہ حیران تھے لیکن وہ جانتے تھے وہاں کون ہو سکتا ہے

"زونیشہ"۔کمرے کے دروازے سے پکارا

"جی"بغیر مڑے جواب

"بیٹے آج تم؟؟؟"سوال کو گویا لفظ نہیں تھے

وہ چپ تھی وہ قدم باقدم اس کے قریب ہوئے

"زندگی کا ہر غم موت سے آسان اور ہلکا ہوتا ہے لیکن آج لگتا ہے موت زندگی کے غموں سے زیادہ آسان اور ہلکی ہے لوگ بولتے ہیں لیکن آپ پر ان کے الفاظ اثر نہیں کرتے نا آپکو انھیں جوابدہ ہونا پڑتا ہے آپکو فرق نہیں پڑتا کیونکہ ان کے باتیں آپکو اس لمحے مار نہیں سکتیں"قلم چل رہا تھا آنسو آنکھوں میں ابھرے تھے بس بہتے نہیں تھے

"بیٹا"خیبر صاحب کا ایک لفظ اور زونیشہ روہانسی ہوئی تھی

"مت کہا کرے آپ یہ لفظ مجھے"وہ ان کی آنکھوں میں دیکھ چلاتے بولی آواز میں درد، غم، تکلیف واضح تھا

خالدہ وہ آواز سن اندر آئی

"زونیشہ میری بچی کیا ہوا" وہ اس کے قریب تیزی سے آئی

"خدا کے لیے مت کہے یہ لفظ نا کہے مجھے بیٹا" خالدہ کی آنکھیں اسے دیکھ بھیگی

"اس لفظ کو سننے کو تیار نہیں ہوتے کان میرے" وہ قلم چلائے جا رہی تھی

"حیدر کی موت ہوئی ہے اور تم یہاں" وہ شاید موضوع بدلنا چار ہے تھے لیکن موضوع غلط وقت پر بدلا گیا تھا

"وہ خوش نصیب ہے جو یہاں کے مسئلوں سے آزاد ہو گیا" وہ مسکرائی تھی

"ایسا نا کہو میری جان تم" خالدہ اسے سینے سے لگائے بولی۔۔

"تم روئی نہیں ہو زونیشہ رو لو" خیبر یہ کہتے اسے کمزور کر گئے۔۔کچھ لمحے وہ خیبر صاحب کو تکتی رہی بالا خر سر جھک گیا

"میرا بھائی۔۔۔میرا بھائی خیبر صاحب۔۔۔۔"۔اب جیسے اس کا ضبط ٹوٹا تھا وہ چند لمحوں میں اس تحریر کو بھیگو گئی خیبر صاحب کے آنسوؤں بہہ چکے تھے

"اسکو نہیں مرنا تھا مجھے مرنا تھا۔۔۔ کیوں خدا نے اسکو موت دے دی وہ میرے حصے کی تھی"

"بس کرو ایسا نا کہو زونیشہ" خالدہ اب روتے اسے حوصلہ دے رہی تھی۔۔

"میں ایک اور بوجھ لے کر نہیں جی سکتی حیدر کو نہیں مارا میں نے" وہ جیسے صفائی دینا چاہ رہی ہوں

"ہم جانتے ہیں تم نہیں مارا اسے" خالدہ اب اس کی ہر بات پر ہامی بھر لی جا رہی تھی

"میں نے اسے بچانے کی کوشش کی تھی ہر ممکن کوشش" سمندر امنڈ پڑا ہو جیسے آنسو تھمنے کا نام نہیں لے رہے تھے

"حوصلہ کرو زونیشہ" یہ خیبر تھے جو بال سہلاتے اسے ہمت دے رہے تھے

"اس کے کھانے کا انتظام کرو جانتا ہوں کچھ نہیں کھایا ہو گا اسنے" خیبر صاحب نے خالدہ سے کہا زونیشہ اب سر پکڑے گردن جھکائے رو رہی تھی

"تکلف مت کریں اس کی عادی نہیں ہوں میں" وہ خالدہ کو اٹھتے دیکھ بولی

"میں چلتی ہوں حیدر کے کچھ ادھورے کام پورے کرنے ہیں مجھے" وہ ڈوپٹہ ٹھیک کیے اٹھنے لگی

"کیسے کام؟؟" خیبر صاحب سوال کیے بغیر نا رہ سکے

"اسکے خوابوں کو پایۂ تکمیل تک پہنچانا ہے"۔روہانسی چہرے پر وہ مسکراہٹ دل چیر دینے والی تھی

خالدہ اور خیبر پر جیسے سکتہ طاری ہوا تھا وہ اب اسے اس کمرے سے نکلتا دیکھ رہے تھے

"خدا ہی رحم کریں اس پر" خالدہ لمبی سانس لیے کہنے لگی

وہ گھر میں بے آواز داخل ہوتے حیدر کے کمرے کی جانب ہوئی۔۔

"کیا کر رہی ہو؟" یہ وسیم تھا وہ آواز سن لمحے بھر سہمی تھی

"یاخدا وسیم ڈرا دیا تم نے" (وسیم زوبیہ کا اکلوتا خالہ زاد بھائی تھا والدہ کے انتقال کے بعد زوبیہ اسے اپنے ساتھ رکھنے لگی لیکن ہم عمر سے ہونے کے باعث زونیشہ اسے نام سے پکارتی تھی)

"لیکن کر کیا رہی ہوں۔۔؟؟" پھر وہی سوال

"حیدر کا سامان اکھٹا کر رہی ہوں" مصروف سے انداز میں جواب دیا

"کیوں؟؟"

"اس کی وصیت پوری کرنے"

"کیسی وصیت؟؟" وسیم کی پیشانی پر بل پڑے

(میرے مرنے کے بعد میرے خوابوں کو آگ لگا دینا۔۔شاید میری روح نکلنے سے پہلے انکا راکھ ہونا ضروری ہے لیکن اب مجھ میں وہ ظرف نہیں کہ میں انھیں باذات خود ختم کرو میری آخری وصیت سمجھ کر تم یہ کام کر نا زونی۔۔) حیدر کے ساتھ آخری گفتگو لفظ باالفاظ اس کے ذہن میں ابھری

"بولو زونیشہ کیسی وصیت؟؟" وسیم کے سوال سے وہ چونکی تھی

"افففف وسیم بڑے سوال کرتے ہو یہ نہیں کہ آکر میری مدد ہی کر دو۔۔بس یہ سمجھو کہ اس سارے سامان کو ان کی اصلی جگہ پہنچانے جا رہی ہوں اگر میرا بھائی ان کو لے کر اپنا خواب پورا نہیں کر سکا تو کیا ہوا میں اس کا آخری خواب تو پورا کر سکتی ہوں ہے نا" وہ مسکرائی

تھی لیکن اس کے پیچھے چھپے غم و سچائی سے بے خبر وسیم اسکی مدد کرتے سارا سامان اسے لے جانے دینے لگا

"آپا یا بھائی پوچھیں گے تو کیا کہوں گا؟؟ کب تک لوٹوں گی رات ہونے والی ہے" اس کے دروازے تک آتے پوچھا گیا

ابا جان تو نہیں پوچھیں گے ہاں البتہ امی پوچھیں تو کہہ دینا ان کے بیٹے کا آخری خواب پورا کرنے گئی ہوں جلد لوٹوں گی" وہ کہتے اب گھر سے نکل چکی تھی

چاند پوری طرح آسمان پر چمک رہا تھا رات کے گیارہ بج چکے تھے

"ارے زوبیہ۔۔۔ کہاں رہ گئی ہے" ابراہیم صاحب کی آواز پر وسیم اور زوبیہ دونوں آگے پیچھے ہی کمرے تک پہنچے

"گھر میں چولہا جلے گا یا نہیں مر گیا نا اب کیا سوگ مناتے رہے بس منالیا دن گزر گیا جا چولہا جلا ہانڈی رکھ۔۔۔ بے تکی اولادیں پالتے پالتے ہم نے عمر لگا دی اور یہ ہمیں پالنے کی عمر میں چل دیے۔۔ ارے پہلے ہی مر جاتا ویسے ہی کونسا کما کر دے رہا تھا کونسا ہی کوئی بنگلے گاڑی بنا رہا تھا" وہ کھانستے لیکن بلند آواز میں کہہ رہے تھے

"خوف کھائے خدا کا بیٹا مرا ہے میرا۔۔ نہیں آئے گا قیامت تک لوٹ کر۔۔۔ تین دن تو اس کا غم منائے خون تھا آپکا"۔زوبیہ دھاری تھی

"تو میں نے مارا ہے حرکتیں مرنے والی تھی اسکی جا اس کی گردن پکڑ جو اسے موت کمانے کے روپے دے رہی تھی مجھے نا بول "ان کا اشارہ زونیشہ تھی

"میں اسے خواب پورے کرنے کے روپے دے رہی تھی ابا جان۔۔ موت اس نے آپ کی وجہ سے کمائی ہے آپ کی ضد کی وجہ سے اس کا نصیب بنی ہے" یہ زونیشہ تھی جو اس گفتگو کے درمیان لوٹی تھی

"اپنا الزام میرے گلے ناڈال نانا لڑکی سب جانتا ہوں تیری چالا کی "آواز غصہ سے بڑھی تھی

"کیا کہہ رہے ہیں بھائی صاحب "وسیم آگے بڑھتے بولا

"کہنے دو وسیم باپ ہے نا یہ۔۔ والدین تو اولاد کو کچھ بھی کہہ سکتے ہیں لالچی، مکار، بے کار، کچھ بھی۔۔ لیکن بھول جاتے ہیں انھیں یہ سب بنانے والے وہی ہوتے ہیں"۔بے تاثر چہرے لیکن بات گہری کہہ گئ

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"دیکھ دیکھ رہی ہے اب یہ ہمیں پرورش کرنا سکھائیں گے" وہ زوبیہ سے مخاطب ہوئے تھے

"تو پھر آپ" اسے روکا گیا

"بس کرو جاؤ تم کمرے میں جاؤ ہر وقت بحث ضروری نہیں ہوتی" زوبیہ نے بات ختم کرنا چاہی

وسیم دیکھو کچھ کھانے کو ہے دستر خوان لگاتی ہوں میں

"چھوڑ دے طعنے کھلا تو گئی بھوک نہیں ہے اب کھانے کی جاو وسیم تیری آپا کو کچھ کھلا دے" وہ پانی کا گلاس حلق میں اتارتے گویا ہوئے

"اور میری اسکوٹی نکال کل سے کام دھنداڈھونڈو میں لڑکا تو گیا۔۔۔ کمانا تو ہے گھر تو چلانا ہے بجھا بتی صبح جلدی اٹھونگا" ابراہیم صاحب کہتے پھر سے بستر پر لیٹے تھے

وہ ساٹھ سالہ عمر دراز انسان تھے۔۔ڈھلتا جسم بڑھتی عمر کی بیماری انھیں مزید کمزور کرتی جا رہی تھی۔۔جوانی میں ہی قریبی رشتوں کے دھوکوں نے انہیں سخت مزاج بنادیا تھا جس کا خمیازہ رواج کی طرح ان کی اولاد کو بھگتنا پڑا خاندانی کام سنبھالتے وہ باپ داداؤں کی روایت قائم رکھتے اشتہار چھاپنے کے ساتھ کاغذ بنانے کا کام کرتے تھے۔۔وہ اپنی اولاد سے بھی یہی

توقع رکھے ہوئے تھے کہ اب وہ انکا خاندانی کام آگے نسلوں تک پہنچائے۔۔وہ پرانی صدیوں کی روایات کو ماننے والے شخص تھے۔۔ بڑھتی عمر کے ساتھ کام ختم کرتے وہ ساری ذمداری حیدر کے کندھوں پر ڈال چکے تھے وہ اکیس سالہ نوجوان اپنے خوابوں پر خاندانی کام کو رکھتے چند سال تو گزارتا گیا لیکن احساس وقت کے ساتھ بڑھتا رہا دل سے کام کرنے اور کام کر کے دل رکھنے میں بڑا فرق ہوتا ہے۔۔ بالآخر حیدر کی کمی دلچسپی کے باعث ابراہیم صاحب کا خاندانی کام آہستہ آہستہ ختم ہو گیا۔۔ لیکن یہ بات حیدر کے ذاتی خوابوں کو چکنا چور کر گئی اب ہر وقت کا طعنہ حیدر کو زندگی سے بیزار کرتا گیا۔۔وہی زونیشہ اپنی محنت کرتے اسے فوٹو گرافر بنانے میں مدد کرنے لگی وہ ایموشنلی اور فیکشنلی ہر طور پر حیدر کے ساتھ تعاون کرتی گئی جبکہ حیدر وہ پیسے کام کے بجائے نشے آور اشیاء میں ضایع کرتے جوانی کے دنوں ہی میں موت کو گلے لگا گیا۔۔۔اسکی اس مدد اور باپ کے سامنے حیدر کی طرف داری نے زونیشہ کو بھی ابراہیم صدیقی کی نظر میں باغی کر دیا وہ انھیں خود سر اور نافرمان سمجھنے لگے خود کی بڑھتی عمر اور حیدر کی بگڑتی حالت نے ان کی بیماری کو ان پر حاوی کر دیا۔۔ چھوٹی چھوٹی باتوں پر غضبناک ہو جانا گویا انکی عادت سی بن گئی۔۔

سورج نے آب و تاب سے چمکتے پھر نئے دن کا آغاز کیا تھا مین گیٹ سے داخل ہوتے ہی برآمدہ تھا جو نفاست اور خوبصورتی کا نظارہ تھا برآمدے کے بیچ و بیچ نفیس سا صوفہ سیٹ موجود تھا ابراہیم صدیقی زیادہ تر وہی بیٹھے اپنا دن گزارا کرتے تھے۔۔ فجر کے نماز سے فارغ ہوتے زوبیہ کچن کی جانب بڑھی آج حیدر کی موت کو ہفتہ گزر چکا تھا۔۔ زونیشہ مدد کرتے دستر خوان لگا چکی تھی ابراہیم صاحب ناشتے سے فارغ ہوتے دوا لینے میں مصروف تھے

"وسیم جا حیدر کے کمرے سے اس کا کیمرہ کچھ لے آ"۔ وہ ایک گولی زبان پر رکھتے کہنے لگے لمحے بھر کی خاموشی سب کی حیران کن نظریں ابراہیم صدیقی پر تھی

"کیوں کیا کرنا ہے آپنے اسکا؟؟" پیشانی پر بل ڈالے زوبیہ نے سوال کیا

"کرنا کیا ہے اب اسکا کوئی کام تو ہے نہیں اسے بیچ کر کچھ پیسے ملے تو کاروبار کرنا ہے دوبارہ" سادے انداز میں جوابدہ ہوئے انکی بات سن زونیشہ مسکرائی تھی۔ جبکہ ابراہیم صاحب پر غصے کی لہر آئی

"کیا؟؟؟ کہہ کیا رہے ہیں آپ میرے بچے کا خواب ہے یہ اسے بیچنے نہیں دونگی سمجھاؤ انہیں وسیم" انکی بات سن گویا زوبیہ کا دل لرزا تھا

"کیسے خواب۔۔کوئی خواب نہیں تھے وہ اس کی بربادی کی علامت تھے اس میں لگ کر کیا ملا اسے موت ہی ناماں باپ کی بات مان لیتا تو نا مرتا۔۔" وہ بلند آواز میں چلائے

"کیوں ماں باپ خدا ہوتے ہیں؟؟" زونیشہ نے گلاس زور سے زمین پر رکھتے کہا

"زونیشہ۔۔۔" وسیم اور زوبیہ یک زبان بولے

"بتائے کیا والدین خدا ہوتے ہیں؟؟ جنہیں لگتا ہے کہ انکے ہر حکم میں اولاد کی خیر ہوتی ہے؟؟ کیا وہ کبھی بھی اولاد کے لیے غلط فیصلے نہیں کرتے؟؟ کیا والدین انسان نہیں ہوتے؟؟" زونیشہ ایک ہی سانس میں سوال کرتی گئی۔۔۔

"خدا کا حکم پڑھ اس نے اس زمین پر ماں باپ کو اولاد کا ولی بنایا ہے اولاد کو پالنے میں پتا لگ جاتا ہے کہ اس کے لیے کیا صحیح ہے کیا غلط کیا کر سکتا ہے اور کیا نہیں" ابراھیم صاحب غصے بھرے لہجے میں جوابدہ ہوئے

"ولی بنانے کا مطلب یہ نہیں ہے ابا جان کے انھیں کھٹ پتلی بنالیا جائے ان پر اپنے حکموں کو تھوپا جائے ان کے خوابوں اور خواہشات کا خون کرتے ہیں انھیں اپنے اشاروں پر نچایا جائے"

"زونیشہ بس کرو بند کرو بکواس" زوبیہ اسکا ہاتھ کھینچتے کہنے لگی

"کہنے دے یہی یہی تو دیکھنے کے لیے بوڑھا ہوا ہوں کہ لڑکا مر جائے اور بیٹی خود ہی مجھے روز مارتی رہے جاو سیم سامان لا اس کے کمرے سے یہاں رکنا بیکار ہے" وہ زونیشہ سے کہتے وسیم کی طرف متوجہ ہوئے

"سامان۔۔وہ بھائی صاحب" وسیم ٹوٹے پھوٹے لفظوں میں کچھ کہنے لگا

"جا کھڑا کیوں ہے ابھی تک وہ بھی کیا میں لے کر آو"۔ابراہیم صاحب چلائے

بات کے دوران ہی خیبر صاحب زونیشہ کو کچھ کاغذات دینے کی غرض سے گھر میں داخل ہوئے

"کیا سامان منگوائیں گے آپ؟؟ وہاں اب کوئی سامان نہیں ہے" زونیشہ نے وسیم کا کام آسان کیا

"کیا مطلب ہے؟؟؟" لمحے بھر کی خاموشی کے بعد زوبیہ نے سوال کیا

"کہاں گیا کمرے سے حیدر کا سامان؟؟" زوبیہ نے پھر سوال کیا

"اس کو چھوڑ جاو سیم تو دیکھ کر آیہ کتنا سچ بول رہی ہے" ابراہیم صاحب نے وسیم کو حکم دیا

"یہ ٹھیک کہہ رہی ہیں بھائی صاحب حیدر کا سامان زونیشہ ہی لے کر گئی تھی کچھ دنوں پہلے" وسیم نے بالا خر ہمت کرتے بات مکمل کی

"تو جانتا ہے؟؟؟ کیسے لے کر گئی؟ کب؟ اور کیوں؟؟؟" سوالوں کی لڑی جیسے زوبیہ کی طرف سے کی گئی

"اس سے کیا پوچھ رہی ہے یہ کھڑی ہے نا اس سے پوچھ کیا کیا اس نے اس کے سامان کا؟؟" ابراہیم صاحب تیوری چڑھائے کہنے لگے

"بتاؤ زونیشہ کیا کیا تم نے حیدر کے سامان کا؟؟ کہاں ہے اس کا سامان؟؟" زوبیہ اور مکمل طور پر زونیشہ کی طرف متوجہ ہوئی

"جلا دیا۔ جلا دیا سب میں نے" زونیشہ نے لمحے بھر رکے کہا

وہ ایک جملہ زوبیہ کے قدم لڑ کھڑا گیا وہی ابراھیم صدیقی حیرت اور غضب میں اپنی جگہ سے اٹھ کھڑے ہوئے برآمدہ مکمل خاموشی اور حیرت کے ماحول میں ڈھلا تھا

"آپا" وسیم نے آگے بڑھتے زوبیہ کو تھامے کرسی پر بٹھایا وسیم اور خیبر صاحب بھی مکمل طور پر حیرت نے آگھیرا

ابراہیم صدیقی چند قدم آگے ہوئے۔۔ خیبر صاحب بھی ان کی طرف بڑھے تھے

"کیا کیا تم نے ؟؟؟" زونیشہ کو سانسیں حلق میں پھنستی محسوس ہوئی

"کیا کہا ہے تم نے کیا کیا اس کے سامان کا؟؟" انھوں نے لفظوں کو جوڑتے رکتے پھر سے سوال دہرائے

"جلا دیا میں نے ابا جان سب کچھ جلا دیا کچھ نہیں چھوڑا" وہ پھر بھی اطمنانی سے جواب دے گئ

"کیوں ؟؟ کس نے حق دیا تھا تجھے کس سے پوچھ کر کیا تو نے یہ سب کچھ ؟" ابراھیم صاحب پوری قوت سے چلائے

"وہ اس کی آخری نشانی تھے زونیشہ میرے بیٹے کے خواب تھے وہ" زوبیہ بھی آنسو پونچھتے چلائی تھی

Clubb of Quality Content

"جبھی تو جلایا ہے اماں جب اس کے زندہ ہوتے اس کے خوابوں کی قدر نہ ہو سکی تو اس کے مرنے کے بعد کیسے کرتے یہی کرتے یہ اس کے خوابوں کو بیچ کر پیسہ کماتے اور مجھے اس بات کی خوشی ہے کہ میں نے اس کو جلا دیا اپنے بھائی کی آخری

وصیت پوری کی ہے" چہرہ آنسوؤں سے مکمل بھیگ چکا تھا

"جب انسان نہ رہا تو اس کے خوابوں کا کیا کرنا" وہ کہتے جا رہی تھی جبکہ باقی سب خاموش کھڑے تھے جیسے الفاظ چھن چکے ہوں

"نصیب ہی پھوٹے ہیں میرے تو نا جانے کن گناہوں کی سزا ہے یہ اولاد کے نام پر پل پل مارنے کی کہانی ہے"۔ابراھیم صدیقی مکمل بے بس ہوتے کہنے لگے

Clubb of Quality Content

"نا جیتے جی کام آیا نا مرنے کے بعد" انکا اشارہ حیدر تھا

"دیکھ لو خیبر تم بڑا کمال ظرف سمجھتے ہو اسکو۔۔ دیکھ لو کیا کیا اس نے اتنا بھی احساس نا کیا کہ والدین بوڑھے ہیں اس کے اگر وہ چیزیں اس گھر کو چلانے کے کام آ جاتی تو کیا ہی بگڑ جاتا ہے اس کا" وہ خیبر سے مخاطب تھے

"اب تو غم ہی دیکھنے ہے لگتا ہے باقی زندگی میں چل وسیم ساتھ چل در در پھڑنا ہی نصیب ہے اب" وہ اٹھتے دروازے کے جانب ہوئے

"تم سے یہ امید نہیں تھی مجھے زونیشہ بہت مایوس کیا تم نے آج" زوبیہ کہتے حیدر کے کمرے کی جانب ہوئی

اب برآمدے میں موجود آنسو پونچھتی زونیشہ اور خیبر صاحب موجود تھے نظریں ملنے پر وہ اس کے قریب ہوئے

"ہر کام کے دو رخ ہوتے ہیں بیٹے اگر حیدر اور تمھارے رخ سے دیکھوں تو تم نے ٹھیک کیا لیکن اگر والدین کی جانب سے اس بات کو دیکھا جائے تو یہ سب بالکل غلط ہوا شاید تمھیں بڑوں کو اس بات میں شامل کرنا چاہیے تھا حیدر کی وصیت پوری کرنے میں تم نے اپنے ماں باپ کو بہت تکلیف دی ہے زونیشہ"

"جانتی ہوں میرے اس فعل سے انھیں تکلیف ہوئی ہے لیکن جو تکلیف ماں باپ اولاد کو دیتے ہیں اسکی بات کوئی کیوں نہیں کرتا۔۔اولاد بھی تو انسان ہوتے ہیں ان کے بھی احساسات ہوتے ہیں خواب ہوتے ہیں والدین کیوں نہیں سمجھتے کہ ان کی ضد کی وجہ سے

اولاد خواب کو مارتے مارتے خود اندر سے مر جاتے ہیں۔۔آپ بتائے کیا وہ مجھے جلانے دیتے اگر میں انھیں اس بات میں شامل کرتی تو؟؟ٹوٹا دل لیے گہری بات زونیشہ کہنے لگی

"میں تمھاری بات کو غلط نہیں کہہ رہا لیکن وہ سامان"۔ خیبر صاحب کے لہجے میں مایوسی واضح تھی

"نہیں جلایا میں نے وہ سامان کسی کے پاس امانت کے طور پر رکھوایا ہے"زونیشہ کرسی پر بیٹھتے گویا ہوئی۔

"کیا؟؟پھر تم نے ایسا کیوں کہا؟؟"خیبر صاحب مکمل حیران تھے

"میں نہیں چاہتی کہ حیدر کی چیزیں ابا بیچے اس لیے بس اسے یہاں سے ہٹا دی ہیں"وہ پانی حلق میں اتارتے بولی۔۔

"بہت بہتر کیا تم نے تم اس سامان کی حفاظت کرو میں ابراہیم سے بات کرونگا وہ اس سامان کو کچھ نہیں کریگا"وہ اسے تسلی دینے لگے

"بس اپنی ماں کو ضرور بتا دینا تاکہ وہ غمگین نا ہو زیادہ"وہ مطمئن سے مسکراتے گویا ہوئے

"جی"ہامی بڑھتے گردن ادب میں جھکی

"ہاں یہ لو جس کام کے لیے آیا تھا رہ گیا تمھارا ایڈمیشن فارم تم کل ہی یونیورسٹی جا کر ٹیسٹ دے آو باقی کی فارملیٹیز میں دیکھ لو نگا بیٹے" وہ اسے فائل تھماتے بولے

"جی بہتر" جواب پر خیبر گھر جانے کے لیے مڑے

"خیبر صاحب۔۔" آواز روہانسی ہوئی

"بولو؟؟"

"میں بابا کو تکلیف دینا نہیں چاہتی تھی" وہ گلوگیر لہجہ لیے بولی جملہ مکمل ہوتے آنسو تیزی سے بہہ رہے تھے

"جانتا ہوں" اثبات میں سر ہلایا۔۔

"ایسا کیوں ہوتا ہے کہ والدین کو اولاد کا ہر وہ فیصلہ غلط لگتا ہے جو اولاد خود کرتی ہے وہ کیوں ہمیں نہیں سمجھتے جبکہ وہ ہمیں بچپن سے پالتے ہیں" وہ آنسو روکنے کی مکمل کوشش کرنے لگی

"ایسا ہمیشہ نہیں ہوتا لیکن ایسے فیصلے جس کا اثر ارد گرد لوگوں پر ہو ماں باپ پر بھی ہو ان فیصلوں میں پہلے والدین کو شامل کرنا ضروری ہوتا ہے فکر نا کرو سب ٹھیک ہو جائے گا دعا کرو" وہ جوابدہ ہوتے اٹھے

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"جی" نظریں مسلسل فرش پر جمی تھی

"خوش رہو" وہ اسکے سر پر ہاتھ رکھے باہر کی جناب روانہ ہوئے

زونیشہ نے ایک نظر ہاتھ میں پکڑی فائل کو دیکھا وہ اسکا اور اسکی فیملی کا مستقبل تھا بہتر مستقبل اب جو کرنا تھا اسے ہی کرنا تھا زونیشہ کو بچپن ہی سے آرٹسٹ اور ڈیزائننگ کا شوق تھا جس کے لیے وہ اکثر خیبر صاحب کے گھر جایا کرتی تھی لیکن حیدر کی موت کے بعد اس نے اپنے خوابوں کو چھوڑتے ڈاکٹر بننے کا فیصلہ کیا

زونیشہ اٹھتے حیدر کے کمرے کی جانب بڑھی زوبیہ حیدر کی تصویر تھامے انگلیوں سے اسے چھونے میں مخو تھی

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"اماں۔" قدم زوبیہ کی جانب بڑھاتے پکارا

"زونیشہ تم جاؤ یہاں سے چلی جاؤ ابھی" وہ اس کی طرف دیکھیں بغیر حیدر کی تصویر کو سینے سے لگاتے بولی

"جو چلا گیا اس کی تصویر کو سینے سے لگائے بیٹھی ہوں جو ہیں اسے خود سے دور کر رہی ہوں یہ زیادتی نہیں ہے" گھٹنوں کے بل بیٹھتے بولی

"تمہیں ایسا نہیں کرنا چاہیے تھا تمھیں سامان جلانا نہیں چاہیے تھا" زوبیہ کے آنسو حیدر کی تصویر پر گرے تھے

"نہیں جلایا۔۔ کچھ نہیں کیا حیدر کے سامان کو بس امانت ہے کسی کے پاس" اسکے جملے نے جیسے زوبیہ کی جان میں جان ڈالی

"سچ کہہ رہی ہو" بے یقینی سے پوچھا

"جی سچ کہہ رہی ہو لیکن آپ ابا کو مت بتائیے گا میں نہیں چاہتی کہ وہ اپنے خواب حیدر کے خوابوں کو بیچ کے پورے کریں میں کچھ نہ کچھ کروں گی اس گھر کو چلانے کے لیے خدا مدد کر دے گا" وہ زوبیہ کو مزید تسلی دینے لگے

"خوش رہو چلو تم ناشتہ کرو تم نے بھی کچھ نہیں کھایا کل رات سے "

"نہیں ابھی بھوک نہیں ہے مجھے کسی ضروری کام سے جانا ہے" وہ کہتے اٹھی

"کہاں جانا ہے؟؟"

"کل یونیورسٹی جاؤں گی ٹیسٹ دینے کیسے کیا ہوگا سب معلومات لینے جانا ہے" وہ اب اپنے کمرے میں آتے آئینے کے سامنے حال درست کرنے لگی۔۔

سادگی میں بھی حسن کا مجسمہ تھی درمیانہ قد کمر تک آتے ہلکے گھنگریالے بال، گوری رنگت درمیانی جسامت پر نرم گوئی اور اچھے اخلاق تو جیسے اسکے کردار پر چاند چاند لگاتے تھے

"خیال سے جانا" زوبیہ اسکا ماتھا چوم اسے رخصت کرتے باورچی خانے کی جانب بڑھی

زونیشہ نے گھر سے بس اسٹیشن تک پہنچتے ایک نیا سفر شروع کرتے یونیورسٹی کی راہ لی زندگی کس قدر قربانیاں مانگتی ہیں جانوں کی، خوابوں کی، رشتوں کی اور اخیر میں خود کی سانسوں کی۔۔ ناجانے کون ہوتے ہیں وہ لوگ جو طویل زندگی کے خواہش رکھتے ہیں۔۔ کیا زندگی ان سے یہ قربانیاں نہیں لیتی۔۔ وہ سارے راستے بس اسی بارے میں سوچتی رہی۔۔

یونیورسٹی کے گیٹ پر اترتے اسے زرا ہچکچاہٹ محسوس ہوئی بچپن سے سوچے خواب کو ایک رات میں سولی دیتے وہ ایک الگ راہ پر چلنے کو تھی۔ زونیشہ دعائیں پڑھتے اندر کی جانب ہوئی ارد گرد موجود لوگوں سے پتہ کرتے وہ ایک آفس کے باہر انتظار کو بیٹھی۔۔

"اففف خدایہ ساری مصیبت کو ہم ہی کیوں مل جاتے ہیں"۔۔۔ پاس زرا فاصلے پر موجود لڑکی کی آواز پر نظر اس طرف ہوئی جو ہاتھ میں ٹوٹا جوتا لیے تھی

پتلے سے نین ونوش کی لڑکی گندمی رنگت لیے بھی پر کشش سی معلوم ہوئی کندھے تک آتے بال ہوا سے اڑتے اسکے چہرے کو چھپانے میں محو تھے معصومیت اور مایوسی کو اس کے وجود سے جھلکتے زونیشہ نے باخوبی محسوس کیا تھا۔۔

"ماہاذو لفقار" آفس کے باہر موجود لڑکی نے نام پکارا "جی ہم ہیں" وہ لڑکی یکدم اٹھی

"آجائیں پلیز" وہ اسے کہتے آفس کی اندر داخل ہوئی

"یاخدا" وہ ایک نظر آفس کے گیٹ اور اگلی نظر جوتے کو دیکھ گویا ہوئی

"سنو تم اپنی جوتی زرا مجھے دے دو میں نے اندر جانا ہے اور اس کے ساتھ تو" وہ تیز قدموں سے زونیشہ کی جانب بڑھی

زونیشہ نے بے تاثر اسے اپنے جوتے اتار کر اسکی جانب کیے وہ جھٹ سے پہنتے آفس میں داخل ہوئی پیچھے زونیشہ جیسے ماحول سمجھنے کی کوشش کر رہی تھی وہ ایک نظر طوفان کی طرح جاتے اور بند ہوتے اس گیٹ کو دیکھتی تو کبھی زمین پر پیروں کے قریب رکھے ان ٹوٹے جوتوں کو۔۔

Clubb of Quality Content

پانچ منٹ بعد اس لڑکی کے نکلتے ہی زونیشہ کا نام پکارا گیا ماہا جلد اسے جوتے واپس کرتے اپنے جوتوں کی جانب ہوئی وہی زونیشہ آفس کی جانب۔۔

دس پینٹ کی بات چیت کے بعد زونیشہ باہر نکلتے اس لڑکی کو اپنی طرف بڑھتا دیکھ ٹھٹکی

"ہم آپکا ہی انتظار کر رہے تھے؟؟"زونیشہ اسکے انداز پر مکمل حیران تھی کیا لوگوں سے اتنی بے تکلفی سے بھی بات کی جاسکتی ہے

"آپ میرا انتظار کر رہی تھی؟؟"زونیشہ نے لمحے رکتے کہا

"ہاں جی۔۔وہ ہم نے آپکا شکریہ ادا کرنا تھا جوتوں کے لیے"وہ معصوم لیکن بہت بشاشت سے گویا ہوئی

"ہم نے"زونیشہ نے کو آنکھوں میں سوال واضح تھا

"ہم خود کو ہم کہتے ہیں"۔ماہا اس کے تاثر کو دیکھتے جوابدہ ہوئی

"ہماری نانی کہتی تھی کہ بیٹے اگر تم حقیقت میں خوش رہنا چاہتے ہو تو پہلے اپنے آپ کو محبت اور عزت دو بس اس لیے"اس کے چہرے پر کھلی مسکراہٹ زونیشہ کو مسکرانے پر مجبور کر

گئی۔۔کوئی اس قدر بھی اس بے نیاز دنیا میں اس مزاج کا ہو سکتا ہے کہ فقط جوتوں کے شکریہ ادا کرنے کے لیے اس کا انتظار کرتا

"کام دیکھیں ہمارے بات ساری کر لی نام تو بتایا ہی نہیں ہم ماہا۔۔ماہا ذوالفقار "اس نے نام بتاتے ہاتھ مصافحہ کے لیے بڑھایا

"زونیشہ ابراھیم صدیقی "اگلے لمحے زونیشہ نے ہاتھ ملایا

"کافی اچھا نام ہے "وہ دونوں اب آفس سے چلتے چلتے باہر بنے ایک باغ نما حصے میں موجود تھے

"شکریہ "

"ویسے ہم آپ کو ایک بات بتائے یہ یونیورسٹی نا بہت زیادہ اچھی یہاں کے ٹیچرز اور یہاں کے لوگ مجھے تو بڑے پسند آئے اب پڑھائی کیسی ہے یہ تو پڑھنے کے بعد ہی پتہ لگے گا ہے نا ویسے نا میرا بچپن سے خواب تھا ڈاکٹر بننے کا اور آج دیکھیں میں ایک ڈاکٹر کی تعلیم دینے والی یونیورسٹی میں کھڑی ہوں ایسا لگتا ہے کوئی فلم چل رہی ہے اور بس ہیرو کی انٹری ہونی ہے "۔وہ ایک فلمیانہ انداز لیتے گویا ہوئی

زونیشہ قہقہ لگاتے ہنسی تھی شاید حیدر کی موت کے بعد اس وقت اس قدر مسکرائی تھی۔۔وہ لڑکی اسے بہت معصوم اور مخلصانہ لگی پہلی ملاقات ہی میں زونیشہ کو اپنے اندر کچھ ایسا جڑتا محسوس ہوا جو کسی نے بڑی بے دردی سے توڑا ہو

"کب سے ہم ہی بولے جا رہے ہیں آپ تو کچھ بولتی نہیں ہیں ہم آپ کو پسند نہیں آئے کیا؟؟"سوال پر زونیشہ نے اس کی جانب دیکھا

"نہیں ایسا نہیں ہے میں بس کم گو ہوں"۔۔زونیشہ نے کہتے بیگ سے بجتا فون نکالا

"ہائے اللہ۔۔یہ وہ انٹروورٹ والا کیڑا نا جانے کیا ہو رہا ہے دنیا کو معاف کیجیے گا ہم آپ کو نہیں کہہ رہے لیکن جس کو دیکھوں اس بیماری کا شکار ہے۔۔ارے ایک زندگی وہ بھی اتنا سوچ سوچ کر جینی ہے تو کیا ہی جینا ہے ہاں نا"وہ کہتے مسکرائی جوابا زونیشہ کا چہرہ بھی کھلا

"میرے خیال سے مجھے اب چلنا چاہیے"زونیشہ نے زوبیہ کی مس بیل دیکھے فون رکھتے کہا

"ارے ہمیں بھی تو جانا تھا اور اوپر سے یہ جوتی میں نے تو اسے ٹھیک کروانا ہے"وہ بھی ہاتھ میں پہنی گھڑی پر نظر کرتے کہنے لگے

"کافی اچھا لگا آپ سے مل کر"یہ پہلا جملہ تھا جو زونیشہ نے خود سے کہا تھا

"ہمیں بھی۔۔پھر ملاقات ہو گی خداحافظ"

"خداحافظ "الوداعی کلمات کہتے دونوں اپنی منزل کے اور نکلے

شام کے چار بج چکے تھے زونیشہ واپسی کا مکمل سفر ماہا کی باتوں کو سوچتے مسکراتی رہی وہ گھر کی جانب راستے میں پڑتے ایک لائبریری کے سامنے رکی۔۔۔دو گھنٹے وہ خود کو وہاں مصروف رکھے گھر کی جانب ہوئی دروازے کے گیٹ پر پہنچتے ہی اسے کچھ اونچی آوازیں سنائی دینے لگی۔۔اسے اندازہ ہونے لگا تھا کہ گھر میں پھر کوئی بحث کھلی ہو گی جس کا نشانہ صرف اور صرف اسے ہونا ہے

لمبے سانس بھرے وہ ہمت جمع کرتے گھر میں داخل ہوئی۔۔وہ وہاں موجود ماحول کو دیکھ مکمل ٹھٹکی

ابراہیم صدیقی برآمدے میں برائے جمان تھے۔۔فرش پر ہر جانب دوائیں بکھری پڑی تھی زوبیہ وسیم ایک جانب کھڑے تھے جبکہ خیبر صاحب ان کے قریب لیکن ذرا فاصلے پر بیٹھے تھے

کچن سے خالدہ ہاتھ میں پکڑے پانی کا گلاس لیے آئی

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

خیبر صاحب نے وہ گلاس لیتے ابراہیم صدیقی کے جانب بڑھایا۔۔پانی پینے کے دوران ہی ان کی نظر زونیشہ پر پڑی۔۔

"یہ لو آگئی میری موت"گلاس زمین پر پٹختے وہ چلائے

ماحول کو سمجھنے کی ناکام کوشش کرتے زونیشہ نے ایک نظر سب کو دیکھا جن کی نظریں کے تعاقب میں اسکا وجود تھا۔۔زونیشہ کے قدم جم چکے تھے

"بیٹے تم اندر جاؤ آرام کرو"۔خالدہ اس کے قریب آتے کہنے لگی

"ہاں ہاں جاؤ آرام کرو تم اور میں اس عمر میں بھی دھکے کھاتا پھروں دنیا داری کے۔۔۔پہلے میرا بیٹا مار دیا اب مجھے بھی مار دے دنیا میں دھکیل کر"وہ جس قدر کڑوا بول سکتے تھے بول رہے تھے

"ابراہیم صدیقی کیا ہو گیا ہے تمھیں تم نصیب کا ہر فیصلہ زونیشہ پر کیوں ڈال دیتے ہو"خیبر انھیں چپ کرواتے کہنے لگے

"نصیب خراب نہیں ہے اس نے خراب کیے ہیں کس نے کہا تھا اسے میرے بیٹے کو موت کمانے کے روپے دے کیوں دیتی رہی یہ اسے موت کی گھاٹ اتار دیا پھر اس کا سامان بیچ دیا

اب اس بزرگ باپ کو در در دھکے کھانے کے لیے چھوڑ دیا کہاں سے لاؤں میں گھر کو چلانے کی رقم اب" ان کی بات جس قدر بری لگ رہی تھی اسے سے زیادہ ان کے حال پر ترس وہاں موجود لوگوں کو آرہا تھا

"سب ٹھیک ہو جائے گا خدا پر بھروسہ رکھو" خیبر انھیں تسلی دینے لگے

"کیا ٹھیک ہو گا خیبر کیسے ہو گا کون اس گھر کو چلائے گا کیا اب اس عمر میں میں پھر سے محنت مزدوری کرتا پھروں وارث چلا گیا کیا ٹھیک ہو گا" آنکھیں نم ہوئی

"ابا جان"۔زونیشہ کی آواز پر ایک بار پھر سب کی نظر اس پر پڑی

زوبیہ نفی میں سر ہلاتے چند قدم آگے ہوئی لیکن اس سے قبل ہی زونیشہ کے قدم ابراہیم صدیقی کی طرف بڑھ چکے تھے

"آپ مجھے کچھ بھی کہہ لیں بس یہ مت کہے کہ حیدر کو میں نے مارا ہے مت کہیں ابا میں نے آپ سے آپ کا بیٹا نہیں چھینا میں نے اسے بس اسکی مدد کے لیے پیسے دیے تھے کبھی نہیں چاہا تھا کہ وہ آپ سے باغی ہو کر اس غلط کام پر لگ جائے میں نے نہیں مارا" آواز سے زیادہ ہچکیاں برآمدے میں گونجنے لگی

"کیا میں وارث نہیں ہوں ؟؟ آپ کو مجھ پر بھروسہ نہیں ہے میں آپ کو تکلیف دینا نہیں چاہتی ہوں مجھے ایک موقع دے میں ٹھیک کردوں گی سب" وہ جانے کس احساس میں ابراہیم صدیقی کے قدموں میں بیٹھے سب کہنے لگی

"آپ۔۔ آپ پریشان نا ہو کوئی کام کرنے کی کوئی مزدوری کرنے کی ضرورت نہیں ہے میں ہوں نا آپ ایک بار میرے سر پر ہاتھ رکھ دیں ایک بار مجھے کہہ دیں میں ناممکن کو ممکن کر دوں گی" آنسو گرتے فرش کو گیلا کر رہے تھے اس کی باتیں سب کی آنکھوں کو نم کر گئی

اس کی رو کنے کے چند سیکنڈ بعد برآمدے میں ابراہیم صدیقی کی ہنسنے کی آواز گونجی۔۔ زونیشہ کے ساتھ سب نے بے یقینی سے ابراہیم صدیقی کو دیکھا

"یہاں میں پچاس سالہ تجربہ مرد ہو کر کچھ نہیں کر پارہا اور تو لڑکی ہو کر کرے گی کیا کریگی ؟؟ کیا ٹھیک کرے گی تو ؟؟" زونیشہ کے منہ سے الفاظ چھن چکے تھے وہ اس رویے کی توقع بالکل نہیں کر رہی تھی

"اور اگر تجھے کچھ ٹھیک کرنا ہے تو مجھے میرا بیٹا لادے دے سکتی ہے ؟؟ کر سکتی ہے یہ ؟؟۔۔ ارے بیٹا چھوڑ جو سامان جلادیا اس کا وہ لادے" وہ آخری جملہ کہتے ہیں زرا چلائے

"ٹھیک کرے گی کچھ ٹھیک نہیں ہو گا مستقبل ختم کر دیا تو نے اس گھر کا میرے خاندان کی نسل ختم کر دی۔۔پڑے ہٹ۔۔" وہ کہتے وہاں سے اٹھ کھڑے ہوئے

"ٹھیک کرے گی سب ٹھیک کرے گی" وہ لفظ بر براتے کمرے کی جانب بڑھتے ہیں پیچھے زمین بوس ہوتی زونیشہ کلیجہ پھٹتا محسوس کرنے لگی جو ہمت جمع کر کے اس نے خود کو مضبوط کیا تھا اسے وہ چکنا چور ہوتی دکھائی دینے لگے زوبیہ اور خالدہ اس کے قریب ہوئے

زونیشہ نے ایک نظر ماں کو دیکھا اٹھتے ان کے چہرے سے انسو صاف کیے

"سب ٹھیک ہو جائے" وہی جملہ وہی تسلی اس نے مسکراتے چہرے سے زوبیہ کو دی

خیبر خالدہ وسیم مکمل حیران تھے کہ اس سب کے بعد وہ اتنی باہمت کیسے تھی

"خدا تمہارے بول مبارک کرے اور تم ایسے پورا کرنے کی ہمت دے" خیبر صاحب نے اٹھتے اس کے سر پر ہاتھ رکھتے دعا دی

"میں اس دعا کی توقع اپنے باپ سے کر رہی تھی خیبر صاحب" مسکراتا چہرہ آنکھوں سے گرتے انسو خیبر چپ سے ہو گئے

"یہ بھی تو تمہارے والد کی جگہ ہے بیٹے" خالدہ نے اسے بغل گیر کرتے کہا

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"جاؤ۔۔جاؤتم آرام کرو صبح سے نکلی تھی وسیم کے ساتھ کھانا بھیجتی ہوں" زوبیہ نے اس سے مخاطب کرتے کہا

"نہیں بھوک نہیں ہے۔۔۔کل ٹیسٹ ہے یونیورسٹی میں اگر نام آگیا تو اگلے ہفتے سے پڑھائی شروع ہے۔۔" وہ زوبیہ سے کہتی ہے خیبر صاحب کی جانب متوجہ ہوئی

"خدا تمہیں کامیاب کرے۔"۔۔خیبر کے ساتھ موجود سب کے لب اس دعا کو متفق ہوئے

مسکراتے اپنا سامان لیے زونیشہ اپنے کمرے کی جانب بڑھی۔۔

کمرے کا دروازہ بند کرتے ہی چند قدم بڑھاتے زمین پر بیٹھی تھی بنا آواز کے روتے نگاہ مسلسل چھت کی جانب تھی

"میری غلطی کیا ہے کیا ہے؟؟ یہ کہ میں حیدر کی طرح خود غرض بننے کی جگہ اپنے گھر والوں کا سوچ رہی ہوں۔۔۔کیوں ہر دن میرے مضبوط وجود کو توڑتے مجھے پھر زمین پر پٹخ دیا جاتا ہے"۔۔بند آنکھیں بہتے آنسو گہرے الفاظ

وہ کچھ لمحوں بعد اٹھتے آنسو صاف کیے آئینے کی جانب ہوئی

"نہیں زونیشہ تم کمزور نہیں ہو سکتی۔۔۔ تم اپنے مقصد سے نہیں ہٹ سکتی" خود ہی تسلی دیتے وہ بیڈ پر گرتے انداز میں لیٹی وہ جلد ہی نیند کی وادی میں جا پہنچی۔۔۔

صبح کا اگتا سورج زونیشہ کے مستقبل کا الارم تھا

"زونیشہ۔۔زونیشہ۔"۔ زوبیہ کے دروازہ پیٹنے کی اواز پر وہ ہڑبڑاہٹ میں اٹھی

"جی جی اماں کیا ہوا بابا۔۔ بابا ٹھیک ہے ؟؟؟" وہ زوبیہ کا چہرہ یک دم ہاتھوں میں کہتے کہنے لگی

"کہاں جا رہی ہوں رکو کیا ہو گیا سب ٹھیک ہے۔"۔ اس چند قدم بڑھتا دیکھ وہ بولی

"تمھیں جگانے آئی تھی یونیورسٹی نہیں جانا تم نے ؟؟؟" وہ اسے تھامتے گویا ہوئی

"اوہ ہاں۔۔۔ جانا ہے۔۔ کتنے بج گئے ؟؟" لمبی سانس لیے سوال کیا

"آٹھ بجنے کے قریب ہے"۔۔

"کیا؟؟؟؟؟" حیرانیت سے منہ کھلا

"ارے اماں ساڑھے آٹھ پر تو ٹیسٹ شروع ہونا ہے" وہ جلدی سے کہتی کمرے کی جانب ہوئی

"آرام سے۔۔ تم تیار ہو کر نیچے آؤ میں ناشتہ لگاتی ہوں۔۔"

وہ کہتے کچن کی جانب ہوئی

برآمدے میں بیٹھے ابراہیم صدیقی ناشتے سے فارغ ہو چکے تھے

"وسیم تیار ہو جا جلدی نکلنا ہے زوبیہ دوا بھی دے میری کل رات کھائی نہیں تو سر پھٹ رہا ہے" وسیم سے کہتے وہ زوبیہ کی جانب متوجہ ہوئے

"یہ دوا" زوبیہ نے پانی کا گلاس اور دوا دیتے کہا

"اماں" زونیشہ کمرے سے نکلتے برآمدے میں کھڑی زوبیہ سے بغل گیر ہوئی

"ناشتہ کر و بیٹھو" اسے زبردستی دودھ کا گلاس ہاتھ میں تھمایا

اسلام علیکم ابا" زونیشہ نے بیٹھتے سوال کیا

"وعلیکم السلام" ہلکی آواز میں جواب

"تم ضرور کامیاب ہو گی زونی دیکھنا" وسیم نے بیٹھتے کہا

"ہاں بس دعا کرو وقت پر پہنچو اور ٹیسٹ اچھا ہو پھر مجھے ڈاکٹر بننے سے کوئی نہیں روک سکتا" چہرے پر مسکراہٹ بکھری

"ہانہہ۔۔اسکے ساتھ شادی کی عمر بھی تو ہو رہی ہے اس کی تیاری کر مرنے سے پہلے تیرے حق سے بھی دستبردار ہو جاؤ" مسکراہٹ چھیننے والا جملہ

"جب وقت آئے گا تو وہ بھی ہو جائے گا۔"۔۔زوبیہ نے کہتے انھیں چپ کیا وہ اٹھتے کمرے کی اور ہوئے

چند لمحے زونیشہ انھیں جاتا دیکھنے لگی۔۔پھر خود ہی مسکراتے زوبیہ سے دعا لیتے باہر کی جانب بڑھی۔۔

"اولاد ہے آپکی کل اب وہی ہے آپکا۔۔بیٹے کو دور کرتے اسے ہمیشہ کے لیے دور کر دیا کیا اسے بھی کرنا چاہتے ہیں؟؟"زوبیہ اسکے جاتے ہی ابراھیم صدیقی سے متوجہ ہوئی جو کمرے سے نکلے تھے

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"وہ نافرمان ہے۔۔۔حیدر نے بھی کی تھی کیا کر لیا اس نے والدین کی نافرمانی کر کے کچھ حاصل نہیں سوائے رسوائی اور موت کے یہ بھی اسی طرف جا رہی ہے اسکو موت سے بچانے کے لیے ہی شادی کرونگا اسکی" جوابدہ ہوتے زوبیہ کو حیرانی میں ڈالا

"والدین تو رحمت ہوتے ہیں آپ ایسے کیسے اولاد کے ساتھ کر سکتے ہیں۔۔۔وہ عقل رکھتے ہیں اگر وہ کوئی فیصلہ کرنا چاہتے ہے تو اس میں نافرمانی کیسی ہے؟؟ابراھیم صاحب جو حیدر کے ساتھ آپ نے کیا ہے نا اسکے خوابوں کو دفن کرتے اسے ہی دفن کر دیا میں وہ زونیشہ کے ساتھ ہونے نہیں دونگی۔۔ کبھی نہیں" وہ غصے میں کہتے کمرے کی اور ہوئی

"ارے یہ آجکل کی اولادیں ہیں آج کی نسلیں۔۔۔یہ والدین کے فرضوں کو نہیں سمجھتی" وہ بڑبڑاتے باہر کی جانب ہوئے

آتی جاتی گاڑیوں کو دیکھے پچھلی رات و صبح کی بحث ذہن میں گردش کرتی زونیشہ کی آنکھیں نم تھی۔

"آپ نے یہاں اترنا ہے؟؟"بس کنڈکٹر کی آواز پر وہ جیسے ہوش میں لوٹی

Clubb of Quality Content

"جی" وہ جھٹپٹ بس سے اترتے یونیورسٹی کے گیٹ سے داخل ہوئی ہاتھ میں پہنی گھڑی پر نظر لگائے اس نے اپنی قدموں کی سپیڈ بڑھائی

"ارے ارے لڑکی آرام سے" تیز چلتے اس کا قدم لڑکھڑایا وہی سامنے آتی ماہا نے اسے تھاما

"خیر ہے کیا ہوگیا کہاں کی جلدی ہے؟؟" وہ اس کے سنبھلتے سوال کرنے لگی

"ٹیسٹ کا ٹائم" آنکھوں کی اشارے سے کچھ بتانا چاہا

"تسلی رکھو آدھا گھنٹہ دیر سے شروع ہوگا پرچہ ریلیکس کرو" ان جیسے اس کے سانسیں بحال کی

"کیا واقع؟؟" حیرانی اور خوشی یک وقت اس پر غالب آئی

"ہاں جی ہم بھی نا ٹیسٹ کے لیے جلدی آئے تھے لیکن یہاں آکر پتہ لگا کہ کسی وجہ سے ٹیسٹ آدھا گھنٹہ دیر سے ہے" وہ اب ساتھ لگی بینچ پر بیٹھے

"ویسے تیاری کیسی ہے؟؟" اگلا سوال

"تیاری تو ہے باقی نصیب" مسکراتے چہرے سے جواب دیا

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"اف خدا نصیب پر چھوڑنے والے لوگ نااہل سمجھے جاتے ہیں ہماری نظر میں۔۔ یہ دنیا کا ہر چھوٹا چھوٹا کام بھی نصیبوں پر چھوڑا جانا چاہیے کیا؟؟ محنت کریں اور اس محنت پر خود کو مکمل مطمئن رکھیں بس پھر جیت آپ کی ہے" اس کی باتیں اس کے کردار سے میل نہیں کھاتی تھی

"یونیورسٹی کا پہلا سبق ہے یہ میرے لیے" زونیشہ نے اس کے چہرے پر کھلتی ایک مسکان دیکھی

"آ جاؤ چلو چلیں" ٹیسٹ کی اناؤسمنٹ سنتے وہ دونوں آفس کے جانب بڑھی

ڈیڑھ گھنٹے کے ٹیسٹ سے فارغ ہوتے زونیشہ نے باہر آتے ہی ماہا کو اسکی جانب بڑھتے دیکھا

"ارے اتنا ٹائم کیسے لگ گیا تمہیں؟؟ مجھے لگا تم جا چکی ہو لیکن تمہارا بستہ دیکھا" وہ خوش تھی اپنی باتوں کی طرح اپنے دیے گئے ٹیسٹ پر مطمئن

"تمہیں کیا ہوا پرچے کے ساتھ تمہاری آواز بھی لے لی ہے کیا کچھ بولو تو" زونیشہ کو مسلسل خود کو ایک ہی نظر سے تکتے دیکھ بولی

"ہاں نہیں کچھ نہیں اچھا ہوا کافی" وہ دائیں بائیں گردن ہلاتے جوابدہ ہوئی

"شکر اللہ کا۔۔دیکھنا اگلے ہفتے ہم دونوں نایونیورسٹی کا حصہ ہوں گے انشاءاللہ"۔اس کا اطمینان اس کا ایمان بہت مضبوط تھا

"انشاءاللہ "زونیشہ نے اس کی بات سے متفق ہوتے کہا

"اچھا نا چلو کینٹین سے کچھ کھاتے ہیں ٹیسٹ کے چکر میں تو ناشتہ ہی نہیں کیا میں نے "معصوم انداز۔۔

"آؤ چلیں "زونیشہ اس کے ہم قدم ہوئی

ہلکی پھلکی باتوں اور نمبروں کے تبادلے کے بعد وہ اپنے گھر کی اور ہوئی

زونیشہ قدم گھر کے بجائے خیبر صاحب کی جانب کیے

دروازے کی دوسری دستک پر ہی خالدہ دروازہ کھول چکی تھی

"ارے زونیشہ آجاؤ کیسی ہو؟؟کیسا رہا ٹیسٹ؟؟"۔سوالوں میں اپنائیت سا لہجہ تھا

"بہت بہترین دعا ہے آپ کی خیبر صاحب نہیں ہیں؟؟"۔جوابدہ ہوتے ادھر ادھر نظریں کرتے سوال کیا

"ہے نا خطاطی کے کمرے میں ہے" وہ اسے کہتے ہاتھ میں پکڑے کپڑے لیے کمرے کی جانب ہوئی

وسیع و عریض سے بنے خطاطی کے کمرے میں اپنی نشست پر خیبر صاحب بیٹھے تھے

زونیشہ سلام کرتے ان سے تھوڑے سے فاصلے پر بیٹھی

"کیسا رہا تمہارا امتحان؟؟" اس کے بیٹے خیبر صاحب نے پوچھا

"اللہ کا شکر ہے بہت بہترین" چہرہ مسکرایا

"انشاءاللہ نصیب میں ہو گا ضرور کامیاب ہو جاؤ گی" وہ جواباً مسکرائے

"کیا اتنی چھوٹی چھوٹی باتوں کو بھی نصیبوں پر چھوڑا جانا چاہیے محنت کرنا اور اس پر مطمئن ہونا کامیابی کی نشانی ہے" اس کی کہتے خیبر نے نظریں اٹھاتے اسے دیکھا مسکراہٹ ہلکے قہقہے میں تبدیل ہوئی

"بے شک بہت کچھ سیکھا ہے لگ رہا ہے آج" اس کا ہشاش بشاش چہرہ دیکھ سوال کیا

"ہاں جی ہاں جی ایک دوست نے بہت بڑی بات سکھائی ہے خود کے فیصلوں پر مطمئن ہونا "اس کے ذہن میں ماہا آئی تھی

"بہت خوب بڑی اچھی بات سکھائی ہے"

"لیکن وہ معصوم روح نہیں جانتی شاید کہ انسان کا اطمینان کبھی کبھی اسے کمزور کر دیتا ہے جب اس کے ساتھ اسکے تصورات کے مطابق نہیں ہوتا" وہ اب قلم سے ایک کاغذ پر خطاطی کرنے لگی

"انسان تو ہے ہی کمزور خود خدا بھی تو کتاب میں یہی کہتا ہے کہ ہم نے انسان کو کمزور پیدا کیا" ان کے جواب پر زونیشہ خطاطی ایک طرف کرتے ان کی جانب مکمل متوجہ ہوئی۔۔

"اچھا لیکن تاریخ میں جو انسانوں نے جنگیں لڑی اور فتح حاصل کی وہ تو کمزور نہیں تھے پھر آپ کیسے کہہ سکتے ہیں کہ ہر انسان کمزور ہے" اس کے جواب پر خیبر ہنس اٹھے

"تاریخ اٹھا کر دیکھو وہ جنگیں وہ دشمنوں سے جیتتے ہیں اپنوں سے نہیں" وہ اس کی آنکھوں میں مزید سوال ابھرتے محسوس کر رہے تھے

"لیکن میں تو اپنوں سے نہیں لڑ رہی پھر میں کیوں کمزور ہوں" وہ اب اپنے موضوع پر آئی

"اپنوں سے جنگ لڑنے میں انسان کمزور نہیں ہوتا وہ بے بس اور کم ہمت ہوتا ہے بس۔۔ لیکن وہ سب سے زیادہ کمزور تب محسوس کرتا ہے جب اس کی جنگ خاص کر اپنے آپ سے، خود اس کے وجود سے، اپنے دل و دماغ سے ہو" خیبر صاحب کے الفاظ اسے سیدھے خود کے لیے محسوس ہوئے۔۔ اسے سمجھ آنے لگا کہ ان کا اشارہ کس طرف ہے

"میں اپنے آپ سے تو نہیں لڑتی۔۔ بس اپنوں سے نہ لڑ سکوں اس لیے خود سے تھوڑی ناانصافی ہو جاتی ہے۔"۔ سر مکمل جھک چکا

"تو کب تک کرتی رہو گی آگے نہیں بڑھنا آگے زندگی بھی تو جینی ہے"

"زندگی جینے کے لیے زندہ رہنا بھی ضروری ہے باتوں کے مارے لوگ صرف سانسوں سے زندہ نہیں رہ سکتے"

"تو ان سب باتوں کو چھوڑ کر آگے بڑھو"

"ابھی تو آپ نے کہا اپنوں کے سامنے انسان بے بس ہوتا ہے میرے سامنے بھی تو میرے اپنے ہیں اور وہ بھی میرے ماں باپ انہیں پس پشت ڈال کر آگے نہیں بڑھ سکتی" نظریں مکمل زمین پر ٹکی تھی

"انہیں ساتھ لے کر تو آگے بڑھ سکتی ہو" نگاہ خیبر صاحب کے چہرے کی طرف اٹھی

"وہ مجھ سے نفرت کرتے ہیں، حیدر کی موت کا ذمہ دار سمجھتے ہے، ان کی خوشیوں کا قاتل، بڑھاپے میں انہیں اذیت دینے والا دشمن تصور کرتے ہیں" لفظ مکمل غمگیں دل کا حال بیان کر رہے تھے

"وہ بس تم سے ناراض ہے زونیشہ وہ تم سے نفرت نہیں کرتے! ماں باپ ناراض ہو سکتے ہیں نفرت نہیں کر سکتے" خیبر اسے مثبت جانب لے جانے لگے

"ٹھیک کہتے ہیں آپ ماں باپ نفرت نہیں کرتے لیکن کبھی کبھی وہ اپنے رویوں سے اولاد کو خود سے نفرت کروا دیتے ہیں" آنسو جھلکنا شروع ہوئے

"تم اتنا منفی کیوں سوچتی ہوں ان کے بارے میں؟؟۔ تمہارے ماں باپ ہیں۔۔ دیکھاتے نہیں ہے لیکن تم سے بہت محبت کرتے ہیں حیدر کے بعد سب کچھ تم ہی تو ہو انکا" خیبر صاحب کو اسکی باتیں پریشان کن لگی

"منفی سوچنے اور منفی کی طرف سوچ جانے میں فرق ہے کبھی کبھی انسان کا رویہ اسکی باتیں منفی کی طرف سوچ لے جاتی ہے"

"تو ان کے احسانات کو یاد کر کے ان رویوں کو معاف کر دینا چاہیے" ایک نصیحت۔۔

"معاف کرنے کے بعد بھی تو وہ ہماری قدر نہیں کرتے"۔۔ ہر لفظ ساتھ آنسو جھلکتے رہے

"قدر کا دروازہ احسان کی دستک سے کھلتا ہے"

"کیسا احسان؟؟۔۔ اولاد کچھ بھی کر لے والدین اسے احسان کیا کچھ بھی نہیں سمجھتے"

"اولاد والدین پر سب سے بڑا احسان تب کرتی ہے جب وہ ان کے مطابق زندگی گزارتی ہے۔۔ انھیں اپنا ولی مانتے اپنی زندگی کے مشوروں میں شامل رکھتی ہے"

"احسان کے روپ میں اتنا بڑا سودا۔۔ گویا پوری زندگی کا زیادتی نہیں ہے"

"خدا کی تقسیم ہے زیادتی نہیں کہہ سکتے اسے سمجھنے والے سمجھیں تو والدین کہ احسانات کے سامنے چھوٹی چیز ہے کہ آپ اپنی زندگی کے فیصلوں میں انہیں شامل کریں۔۔ بس۔۔" وہ جیسے اسکے دل میں محبت کا بیج بونے لگے

"جب ہم ان پر یہ احسان کر کے ان کے احساسات کی قدر کر لیتے ہیں۔۔ تو وہ کیوں نہیں کرتے کیوں نہیں سمجھتے کہ اگر اولاد کوئی خواب دیکھے کوئی فیصلہ خود کر لے تو ضروری نہیں ہے وہ غلط ہی ہوں کیا یہ بھی ان کے حقوق میں سے ہی کہ ان کے خواہش کے مطابق مستقبل

چننے کے لیے اپنے خوابوں کو قربان کر دیا جائے کیا اپنی خواہشات کو بھی دفن کر دیا جائے"۔ زونیشہ کسی احساس کے زیر اثیر سوال پوچھنے لگی

"نہیں۔۔۔ بلکہ یہ اولاد کا حق ہے کہ اگر وہ اپنا کوئی مستقبل چنے اور وہ جائز حلال اور بہتر ہو تو والدین اس کی تعبیر میں اس کا مکمل ساتھ دے۔۔ اور کافی ماں باپ دیتے ہیں"

"اگر بات ایسی ہے تو اولاد کو اپنے خوابوں کی قیمت جان دے کر کیوں چکانی پڑتی ہے؟"

خیبر مکمل خاموش تھے وہ جانتے تھے زونیشہ کا اشارہ کس طرف ہے۔۔۔

"کیوں؟۔۔ کبھی جسمانی طور پر تو کبھی ذہنی طور پر انھیں یہ قیمت چکانی پڑتی ہے۔۔ والدین اولاد کی بڑھتی عمر کے ساتھ ساتھ ان پر ذمداری کو بڑھا دیتے ہیں اور جب وہ انھیں ان کے مطابق مکمل نہیں کر پاتے تو وہ تربیت کے طعنے، ان کی پرورش سے لے کر جوان ہونے تک کے احسانات گنواتے ہوئے حد درجہ حساس کر دیتے ہیں۔۔ پھر ایسی اولادیں یا باغی ہو جاتی ہے یا پھر موت کو چن لیتی ہے"

"ہمم۔۔ یہ تو ہے کبھی کبھی والدین واقعتاً زیادتی کر جاتے ہیں" وہ زونیشہ کی بات سے متفق ہوئے۔۔۔

"زونیشہ "چند لمحوں کی خاموشی کے بعد خیبر صاحب نے اسے متوجہ کیا

"جی "سر اٹھا۔۔۔

"جانتی ہو مضبوط انسان کون ہے؟ جو زندگی کی مشکلات کے بعد بھی اپنے فرض انجام دیتا رہے آج کی دنیا میں وہی مضبوط ہے تم نے اب اپنا فرض نبھانا ہے اور اس کے لیے تمہیں خود کو مضبوط کرنا ہو گا"

"مضبوط؟؟ خیبر صاحب۔۔۔ والدین کے طعنے اولاد کے لیے جسم میں تیر گھسنے کے مانند ہوتے ہیں جو زخمی بھی کر دے اور زندہ بھی رکھے"

"لیکن والدین کی بے رخی اور بے توجہی ایسا زہر ہے جو آہستہ آہستہ اولاد کو اندر سے ختم کر دیتا ہے وہ بس ظاہری زندہ ہوتے ہیں اندر سے مر چکے ہوتے ہیں اور میں ابھی اسی اذیت میں ہوں۔۔۔ ظاہر زندہ باطن مردہ۔۔"

"سمجھ سکتا ہوں لیکن ان سب سے زندگی رک تو نہیں جاتی۔۔ وہ چلتی جائے گی جب تک موت دستک نہیں دیتی تب تک تو دنیاوی امور مکمل کرنے ہے نا اور اس کے لیے تمہارا مضبوط ہونا ضروری ہے اس دنیا کے ساتھ چلنے کے لیے"

"جی جی آپ بے فکر ہیں بس دعا کریں خدا مجھے ٹیسٹ میں کامیاب کرے۔۔ چلتی ہوں اماں انتظار کر رہی ہوں گی" وہ کہتے اپنا سامان سمیٹنے لگی

"اپنے ماں باپ کے لیے دل میں عزت و محبت میں کبھی کمی آنے مت دینا"۔۔۔وہ کسی احساس کے تحت بول چکے تھے

"جی۔۔ جانتی ہوں۔۔ والدین کی محبت انمول ہوتی ہے"۔ان کی بات پر خیبر صاحب نے مسکراتے اسے دعا دیتے سر پر ہاتھ رکھا

"خدا حافظ" وہ کہتے ہیں باہر کی جانب ہوئی

"ارے زونیشہ کچھ کھا لو بیٹے آؤ مجھے لگا تم جا چکی ہو گی" خالدہ کمرے سے کتابیں اٹھائے نکلی

"نہیں شکریہ وہ بس کچھ ضروری بات تھی" مسکراتے جوابدہ ہوئی

"خیال رکھو خوش رہو" خالدہ نے کہتے اسے الوداع کیا۔

اپنا گھر تو انسان کا ذریعہ سکون ہوتا ہے لیکن میرے لیے قسمت نے یہ کیوں رکھا کہ سکوں کی تلاش کے لیے مجھے گھر سے باہر جانا پڑتا ہے۔۔۔وہ اپنے گھر کے دروازے سے چند قدم دور رکے سوچنے لگی

"ارے زونیشہ آگئی تم تمہاری خبر لینے خیبر صاحب کی طرف جارہا تھا" یہ وسیم تھا جو گیٹ کھولے باہر آیا

"آپا پریشان بیٹھی ہے اتنی دیر کہاں لگ گئی تمہیں۔"۔وسیم اس کے قریب ہوتے سوال کرنے لگا۔۔

"خیبر صاحب کی طرف ہی تھی انہیں امتحان کے بارے میں بتانا تھا" بہانہ دیتے وہ گھر میں داخل ہوئی

"وسیم ابا کا کیا حال ہے؟؟"زوبیہ کو ابراہیم صدیقی کے کمرے سے نکلتا دیکھ پیچھے آتے وسیم سے سوال کیا

"خیر سے وہ رفیق صاحب نے کام شروع کرنے کا سامان اور رقم مہیا کر دی ہیں۔۔اس لیے خوش ہے آج۔۔"

"ان کی دوا کا کیا ہوا؟؟"دوسرا سوال

"زونیشہ دوا مہنگی ہوتی جارہی ہے جو روز لینی تھی اب ہفتے میں دو دفع لیتے ہیں" وہ اسے پریشان کرنا نہیں چاہتا تھا لیکن جواب ضروری تھا

Clubb of Quality Content

"ہمم" خاموش بے تاثر نگاہ وسیم پر ٹکی

"آگئی زونیشہ کیسا رہا تیرا امتحان؟؟؟" زوبیہ کچن سے نکلتے اس کی طرف بڑھی

"بہت بہترین بس دعا کریں نتیجہ بھی ویسا آئے"۔ وہ ماں سے بغلگیر ہوتے کہنے لگی

"اچھا جاو آرام کر لو کھانا کھاؤ گی"

"جی بہتر نہیں کینٹین سے کھالیا تھا"

زونیشہ کمرے میں آتے سامان ایک طرف رکھتے ادھر ادھر ٹہلنے لگی آرام سکون چین جیسے اس کی زندگی سے کوسوں دور جا چکا تھا۔۔ایک اچھی خبر کے ساتھ ہمیشہ ایک بری خبر کا ملنا اسے اپنا نصیب لگنے لگا تھا۔۔

کیا زندگی صرف آزمائشوں کا نام ہے۔۔ یہ اتنی سادہ تو نہیں جتنی بظاہر نظر آتی ہے ہر انسان کو آزمانے کا طریقہ اس کا متنوع ہے وہ کھلے بالوں کو جوڑے کا شکل دیتے بیڈ پر بیٹھی۔۔

زونیشہ نے کچھ سوچ الماری سے کپڑے تبدیل کرنے کے غرض سے نکالے لمحوں بھر میں تیار ہوتے وہ باہر کی جانب ہوئی

Clubb of Quality Content

"وسیم اماں کہاں ہے؟؟" برامدے میں بیٹھے وسیم سے پوچھا

"پڑوس میں عیادت کے لیے گئی ہیں"

"اچھا انھیں بتادینا میں کچھ دیر میں آتی ہوں"

وسیم کے جواب کا انتظار کیے بغیر مرتے آگے بڑھی

وہ ایک مختصر سفر طے کرتے ایک لائبریری کے باہر چند لمحے رکتے اندر کو داخل ہوئی۔۔۔ گھنٹہ بھر بات چیت کرتے وہ گھر کو روانہ ہوئی۔۔

"کہاں گئی تم دوبارہ؟؟؟" زوبیہ نے اسے دیکھ سوال کیا

"لائبریری گئی تھی"

"کیوں؟؟؟"

"کام کی عرضی دینے" وہ بتانا نہیں چاہتی تھی لیکن بتا گئی

"کیا ضرورت پڑ گئی ابا کر تو رہے ہیں کچھ نہ کچھ تمہارے" حیران ہوتے کہا

Clubb of Quality Content

"جانتی ہوں کر رہے ہیں لیکن ایسا کچھ نہیں کر سکتے جس سے گھر آرام سے چل سکے عمر دیکھیں ان کی کچھ کر کے بھی کوئی معمولی کام کر پائیں گے۔۔ویسے ہی ان پر بوجھ ہوں مزید بوجھ نہیں ڈال سکتی اپنی پڑھائی کا اپنے خرچوں کا" زوبیہ کچھ بول نا سکی

"ان کی دوا، یہ گھر، میری پڑھائی یہ سب کیا وہ اکیلے کر پائینگے؟؟ انہیں لگتا ہے کہ ان کی فکر نہیں ہے مجھے لیکن ان سے زیادہ کسی کی فکر نہیں ہے" آواز روہانسی ہوئی

"وسیم سے کہیں مجھے ان کی دوا کا پرچہ دے دے میں کل لیتی آوانگی"۔ پانی کا گلاس تھامے کرسی پر بیٹھی

"ہسپتال گیا ہوا ہے تمہارے ابا کو لے کر آتا ہے تو کہہ دیتی ہوں" وہ عام سا انداز لیے بولی

"کیاااا؟؟" پانی پینے کے باوجود اسے اپنا حلق خشک ہوتا محسوس ہوا

"کیا ہوا ہے انہیں سب پوچھ لیا یہ پہلے بتایا کیوں نہیں" وہ پریشان سے انداز میں اٹھی

"کچھ نہیں زرا پریشر بڑھ گیا تھا وسیم احتیاطا چیک اپ کے لیے لے گیا ہے خیبر بھائی کے کہنے پر" مطمئن انداز

"آجائے" بات کے دوران ہی وسیم اور ابراھیم صدیقی لوٹے

"ابا۔۔"زونیشہ فکرانہ انداز کے قریب ہوئی

"کیا کہا ڈاکٹر نے؟؟"وسیم سے مخاطب ہوتے سوال کیا

"ٹھیک ہے سب نہیں مرتا ابھی۔۔ تیری آزادی میں وقت ہے"وسیم سے قبل ابراہیم صدیقی جوابدہ ہوئے

"ابا خدا کے ایسا نہ کہے کیوں آپ ایسے کرتے میرے ساتھ"دل بڑی طرح لرزا

"اچھا جا پانی لا آرام کروں یہ سڑکوں نے تھکا کر رکھ دیا"وہ برآمدے میں لگی کرسی پر بیٹھے

زونیشہ بنا کچھ کہے انھیں پانی دیتے اپنے کمرے میں آئی

وسیم نے ابراھیم صدیقی کو کمرے میں بیٹھاتے زونیشہ کے کمرے پر دستک دی

"آجاو"۔آنسو چھپانے کی کوشش کرتے ڈوپٹہ چہرہ پر پھیلایا

"روتی کیوں ہو؟ تمھیں معلوم ہے وہ بول جاتے ہیں ایسے"وہ تسلی ناکام گزری

"تو کیا ٹھیک ہے؟ وہ کیوں نہیں سمجھتے میرے وجود کو کھوکھلا کر دیتے ہیں ان کی یہ الفاظ یہ طعنے۔۔ ہر بار میرے حوصلوں کو میری ہمت کو چوڑ چوڑ کر کے رکھ دیتے ہیں۔۔ میری کیا

غلطی ہے یہ رویہ کیوں ہے۔۔اب مجھے ان سے پیار نہیں چاہیے صرف اس رویے کا جواب چاہیے اس نفرت کی وجہ چاہیے مجھے ماں باپ چاہیے وسیم"۔ ہچکیاں اس قدر بڑھ چکی کہ آواز دبنے لگی۔کمرے کے دروازے پر آئی زوبیہ اسکی بات سن آنسو جھلکا گئی

"زونیشہ "۔وسیم نے ہمت کرتے اسے پکارا

"جانتے ہو اب مجھے رشک آتا ہے حیدر پر اس کے مر جانے کے فیصلے پر اسکی موت سے سیکھا ہے میں نے مر کر آپ لوگوں کے دل میں ہمدردیاں پیدا کر لیتے ہو کیونکہ زندہ ہو تو لوگوں کی ہمدردیاں مر جاتی ہے اس نے مرتے انکے دل میں ہمدردیاں زندہ کر لی۔۔ جبکہ میرے زندہ ہوتے ہوئے انکے دل سے ہمدردیاں مر گئی ہے"وہ آنکھیں بند کیے سر پیچھے بیڈ سے ٹکا گئی

زوبیہ قدم باقدم اسے قریب ہوئی پیار سے اسکے چہرے پر ہاتھ پھیرتے پکارا۔۔"زونیشہ "

تیز رفتار سے آنکھیں کھولے اس نے زوبیہ کو دیکھا

Clubb of Quality Content!

"ایسا نہیں ہے میرے بیٹے وہ آپ سے اتنا پیار کرتے جتنا حیدر سے وہ بس اسکی اچانک موت سے غمگیں ہے ان کی عمر اس غم کو برداشت نہیں کر پائی ہے زیادتی کر رہے آپکے ساتھ لیکن ہمدردیاں اور محبت ختم نہیں کی"۔زوبیہ اسکے چہرے سے آنسو صاف کرتے کہنے لگی

"میں جانتی ہوں جانتی ہوں مجھے ان سے کوئی شکوہ نہیں ہے کوئی شکایت نہیں ہے۔۔میں انکا یہ رویہ نہیں برداشت کر پا رہی مجھے بس اس رویے سے شکوہ ہے انکی مجھ سے بے جا نفرت سے "وہ روتے جوابدہ ہوئی۔۔

"میری جان اولاد تو والدین کے آنکھوں کی ٹھنڈک ہوتی ہے بھلا ان سے بھی کوئی نفرت کر سکتا ہے؟نا میرے بچے ایسا نا سوچو کہ وہ تم سے نفرت کرتے ہیں اور آپ تو بیٹی ہے جانتی ہوں باپ اور بیٹی کا رشتہ خونی رشتوں میں سب سے مخلص ہوتا ہے سب سے زیادہ مضبوط اور خوبصورت آپ سے وہ کیسے نفرت کر سکتے ہیں بس وہ سب کو اپنا مجرم سمجھتے ہیں اس عمر میں ان سے انکا سہارا چھین لینے کا مجرم۔۔۔آپ کو مجھے دنیا کو قسمت کو۔۔سب کو۔۔نفرت نہیں کرتے میری جان"وہ کہتے اس سے بغلگیر ہوئی

شاید اسی کسی لمحے کی کسی کندھے کی زونیشہ کے ذہن و جسم کو ضرورت تھی۔۔وہ کافی دیر ماں کے گلے لگے روتی رہی

وسیم کے آنسو بھی انھیں دیکھ جھلکے جارہے تھے

"آپ کے یونیورسٹی سے آنے کے بعد پہلے انھوں نے آپکے امتحان کے بارے میں سوال کیا۔۔طبیعت بگڑنے کے باوجود مجھے یہاں رکنے کو کہا کہ اگر آپ لائبریری سے لوٹے تو کسی کو گھر میں ناپا کر پریشان ہو نا ہوا انھوں نے آپکے بارے میں سوچا وہ آپکو اپنی حیات ہی میں ایک خوشحال زندگی جیتے دیکھنا چاہتے ہیں جس کے لیے اب وہ محنت کررہے ہیں والدین سے بڑے احسان اور ان جتنی ہمدردیاں اولاد کے ساتھ کوئی نہیں کر سکتا"

"جانتی ہو زونیشہ ان کے آپ سے اس رویے کی وجہ یا حیدر کی موت کا ذمہ دار سمجھنا ایسا کیوں ہے؟کیونکہ حیدر صرف اپنا مستقبل سوچ رہا تھا اسکے خوابوں کے بیچ اسکے ماں باپ اسکی بہن کہیں نہیں تھے وہ انھیں اس بغاوت سے روک رہے تھے مجھے بتاؤ کیا خوابوں کے پیچھے والدین کو ان کے ادھیڑ عمر کو بھول جانا ٹھیک ہے؟آپ حیدر کی مدد کررہی تھی لیکن وہ ان سب باتوں کو آپکے ابا سے زیادہ طاقتور اور عقلمند کا چیلنج دینے کے لیے استعمال کررہا تھا"

"وہ نادان تھا دنیا کی رنگینیوں میں بھٹک گیا تھا اسے ذمداریاں بتانی ضروری تھی یہ بتانا ضروری تھا کہ ایک پیسہ بھی جان لگائے بغیر نہیں آتا لیکن آپکی مدد اسے خود میں متکبر بنا رہی تھی ابراہیم صاحب تو بس یہ چاہتے تھے کہ وہ اپنوں کو اپنی ذمداری کو سامنے رکھتے ہوئے اپنے خواب کو پورا کریں۔۔ایسے میں اگر آپ انکے سامنے ہو کر اسکے باغی ہونے میں مدد دے رہی تھی تو بتائے وہ آپکو اس کی موت کا ذمدار نا سمجھے تو کسے سمجھے ؟؟"

زونیشہ خاموشی سے سب سنے روتی جارہی تھی اسے اپنی غلطیاں سمجھ آنے لگی تھی۔۔

"لیکن مجھے پورا بھروسہ ہے آپ ان کا یہ غم خوشیوں سے بڑھ دینگی اب انھیں خوشیاں خدا کے بعد آپ دے سکتی ہے صرف آپ" وہ اسکا چہرہ تھپتھپاتے کہنے لگی

"ایک بار والدین کو انکی عمر انکی مجبوریوں اور ان پر حاوی ذمداریوں، کسی بھی لمحے موت کے گلے لگ جانے کے خوف سے دیکھو تمھیں ان پر ترس آئے گا تمھاری روح تک کانپ جائے گی"

"بس رونا بند کرو تمھیں تو ہمارا سہارا بننا ہے اور جب سہارے اور بنیادیں کمزور ہوں تو دہلیزیں ٹوٹ کر بکھر جاتی ہے"

"میں انھیں یا آپکو کسی بھی طرح تکلیف دینا نہیں چاہتی مجھے نہیں پتا تھا کہ میری مدد حیدر کی موت کی وجہ بن جائے گی اور بابا سے میری نفرت کی وجہ آئی ایم سوری"

"جو گزر گیا اس کو چھوڑو خود کو مضبوط کرو ہمت کرو خدا تمھیں خوش رکھے" وہ اسکا ماتھا چومے اٹھنے لگی

"کتنا رلا دیا تم لوگوں نے آج اتنی کمی ہو گئی ہو گی جسم میں رو رو کر آج آئسکریم کھاتے میں ابھی لے کر آتا ہوں" وسیم نے کہتے ہی ان کی چہرے پر مسکان بکھیری۔۔

کھانے اور مختلف باتوں کے بعد زونیشہ ابراھیم صدیقی کے کمرے میں آتے انھیں بستر پر سوتے پایا وہ ہلکے قدموں سے انکے جانب بڑھتے پیروں کے سرہانے بیٹھے انھیں دبانے لگی۔۔

"بس اسی خدمت کی محتاج ہوتی ہے اولاد کی روح ماں باپ کے قدموں کو چھوتے خود کے کندھوں پر لگے وزن کو ہلکا محسوس کرنا" وہ خود ہی خود سے مخاطب کافی دیر وہاں بیٹھی رہی

زوبیہ کمرے میں آتے زونیشہ کو دیکھ مسکرائی پھر دوا اور دودھ ایک سائڈ رکھتے ابراھیم صدیقی کو اٹھاتے انھیں پیش کیا

ان کے اٹھنے سے قبل ہی زونیشہ کمرے سے نکل چکی تھی

زوبیہ نے بیٹھتے انکے پیروں کو ہلکا دبانا شروع کیا

"زرا زور دیتے دباؤ جیسے پہلے"۔ دودھ کا گلاس ایک طرف رکھتے کہنے لگے

"وہ زونیشہ تھی ابراہیم صاحب"

"جانتا ہوں وہ تھی اسکے ہاتھ رکھتے ہی محسوس ہو گیا تھا زونیشہ ہے" زوبیہ نے انکے جملے پر مسکراتے انھیں دیکھا

"اس کی آہٹ تک پہچان لیتے ہیں اور سامنے ہوتے اسے خود سے دور کر رہے ہیں"

زوبیہ کی بات پر ابراہیم صدیقی زرار کے چند لمحے انھیں تکتے ٹیک لگائے بیٹھے

"ساری عمر لگانے دینے کے بعد والدین اولاد سے کیا چاہتے ہیں؟ صرف اور صرف فرمانبرداری اگر اولاد دنیا کی ہر نعمت انکے قدموں میں رکھ دے اور فرمانبردار نا ہو تو ماں باپ کے لیے راکھ ہی ہے۔۔ وہی خالی ہاتھ اولاد اگر فرمابرداری سے لبریز ہو تو وہ والدین کے لیے متاع دنیا سے بہتر ہے"

"تم دیکھ نہیں رہی حیدر کی بغاوت زونیشہ میں آنے لگی تھی میرے منع کرنے کے باوجود وہ اسکی مدد کرنے لگی اتنا تو معلوم تھا یہ نافرمانی کوئی نا کوئی نقصان کریں گی لیکن اس قدر بڑا نقصان کہ حیدر جان سے ہاتھ دھو بیٹھا یہ تصور میں نہیں تھا زوبیہ ایسے میں میرا دل کیسے اسے مجرم نا سمجھے کیسے اسے محبت سے دیکھے"

زوبیہ خاموش تھی لمحے میں انکی نظر کمرے سے باہر نظر آنے والے زونیشہ کے سائے پر پڑی جو اسکی موجودگی کی گواہی تھا

"اسے احساس ہو گیا ہے اب معاف کر دیں اسے آپ کی آپکی محبت کی بہت ضرورت ہے ابراہیم صاحب"

زوبیہ کے ساتھ باہر کھڑی زونیشہ بھی گویا ان کے جواب کی منتظر تھی۔۔

"والدین کی محبت جتنی میٹھی ہوتی ہے ان کی نفرت اتنی ہی زہریلی میں اسے معاف کر چکا ہوں لیکن میں بس ان باتوں کو بھول نہیں پاتا مستقبل کا ہر راستہ ماضی کی اس دل چیر دینے والے موڑ پر آتے ٹھہر جاتا ہے جب خوابوں کو پورا کرنے کی آڑ میں اس گھر کے مستقبل کا گلا گھونٹا جا رہا تھا۔۔ میں نے اسے معاف کر دیا ہے زوبیہ اسے معاف نا کیا ہوتا کبھی اسکے لیے

خیبر سے اسکی پڑھائی کے لیے نا کہتا۔۔ہم آج ہے کل نہیں لیکن اسکا مستقبل بننا اب زیادہ ضروری ہے" انکی آخری بات پر زوبیہ سمیت زونیشہ پر بھی حیرت چھائی

"اتنی فکر ہے اسکی تو سامنے ہو کر کیوں نہیں کرتے"

"اب وہ مجھے خود کا دشمن سمجھتی ہے میرے کیے گئے ہر فعل کو خود پر احسان سمجھے گی میں نہیں چاہتا کہ وہ میرے احسان تلے گھٹ گھٹ کر چلے۔۔اسے اڑنے کے لیے پروں کی ضرورت ہے جو میں خیبر کے ذریعے اسے دینا چاہتا ہوں"۔۔

"اسے آپ کے اپنوں ہاتھوں سے دیے گئے پروں کی ضروت ہے ابراہیم صاحب کسی اور کے ذریعے وہ اڑ بھی لے تو اڑان نہیں بڑھ پائی گئی اسے ہر اڑان سے پہلے خیبر بھائی کا سوچنا پڑے گا"

"وہ تو خیبر کو ویسے ہی اپنا محسن سمجھتی ہے انکے یہ سب کرنے سے اسے زیادہ فرق نہیں پڑے گا۔۔اسلیے جیسے سب چل رہا ہی بہتر ہے"

"ہمم جیسے آپکو ٹھیک لگے" وہ انھیں پھر سے لیٹتے دیکھ برتن لیے کچن کی جانب ہوئی۔۔زونیشہ زوبیہ کے کچن جانے سے آنے تک ابراہیم صدیقی کے کمرے کے باہر ہی

موجود تھی بھیگا چہرہ ہلکی شرمندگی اسکے وجود پر طاری تھی زوبیہ نے قریب آتے اسے بنا کچھ کہے چومتے گلے لگا یا

"ان سب باتوں کو کم سوچو جاؤ آرام کرو کل یونیورسٹی جانا ہے تم نے"

وہی زونیشہ ہامی بڑھتے اپنے کمرے کی جانب ہوئی نماز و دعا سے فارغ ہوتے وہ بیڈ پر آنکھیں کھولیں گھنٹہ بھر ابراہیم صدیقی کی باتوں کو سوچتے لیٹی رہی اسی کسی بیچ وہ نیند کی آغوش میں آئی تھی

صبح الارم بجنے سے پہلے ہی نیند کھل چکی تھی اسے جلد از جلد تیار ہوتے یونیورسٹی کو روانہ ہونا تھا آج نتیجہ تھا زونیشہ کے ساتھ ابراھیم صدیقی کے گھر کے مستقبل کا نتیجہ وہ ناشتے سے فارغ ہوتے دعائیں لیتے یونیورسٹی کی طرف روانہ ہوئی

یونیورسٹی میں جاتے ہی اس نے ایک طرف طالب علموں کا ہجوم دیکھا اس کی نظر رزلٹ سے پہلے ماہا کو ڈھونڈنے کو تھی اسے نا پاتے وہ ہمت جمع کرتے رزلٹس کی جانب بڑھی۔۔

اسے کوئی گیارویں نمبر پر ماہ ذوالفقار کا نام لکھا ہوا دکھا زونیشہ کے اندر تک کوئی خوشی اتری وہ مسکراتے آگے اپنا نام تلاش کرنے لگی وہیں کہیں اٹھارویں نمبر پر اسے اپنا نام لکھا نظر آیا اس

نے بے یقینی سے چہرے پر ہاتھ رکھا آنکھیں نم ہو چکی تھی خوشی، حیرت، بے یقینی یک وقت اس پر غالب آئی تھی وہ اسی کیفیت میں چند قدم پیچھے ہوتے ماہا سے ٹکرائی

"آرام سے کیا آیا نتیجہ ؟؟"ماہا نے اسے سنبھالتے کہا

"نام آگیا ہے"ماہا کے چہرے ہر پھیلی بے چینی خوشی میں تبدیل ہوئی

"کیا واقع ؟؟"وہ چلائی

"یس"ایک لفظی جملہ اور ماہا گویا پھولے نا سمائی

وہ کبھی زونیشہ کو گلے لگاتی تو کبھی آسمان کی جانب منہ کرے شکر خالق کرتی۔۔

"خوابوں کی چابی ہاتھ لگ گئی ہے بس اب سفر طے کرتے منزل تک پہنچنا ہے۔۔اسلیے سیلیبریشن تو بنتی ہے نا"ایکسائٹمینٹ اسکے انداز میں کوٹ کوٹ کر بھر چکی تھی

"بالکل آؤ کچھ کینٹین سے کھاتے ہیں"زونیشہ نے اسکا ہاتھ پکڑے قدم بڑھایا

"کینٹین سے کیوں ؟ تمھارے لیے خاص اپنے ہاتھوں سے بنا کر لائے ہیں ہم"ماہا نے بیگ سے کچھ ڈبے نکالتے کہا

"یہ سب۔۔اور اگر نام نا آتا تو؟؟"اس کو نکالتے دیکھ وہ حیران تھی

"تو کیا زندگی کے ایک اور ملنے والے موقع کو سیلیبریٹ کر لیتے۔۔"وہ مثبت باتوں کا مجسمہ سی تھی

"بہت عمدہ خوشبو ہے"وہ ڈبوں کو کھولتے دیکھ کہنے لگی

"امید ہے تمھیں ذائقہ بھی پسند آئے گا"کھاتے مسکراتے دونوں مستقبل کے ساتھ گویا دوستی کے سفر کی بھی شروعات کر چکے تھے دونوں کی شخصیت ایک دوسرے کے بالکل متضاد تھی ایک زندگی کے ہر پہلو کو مثبت لینے والی تو دوسری کو ہر موڑ پر منفی سوچ گھیر لیتی،ایک خوابوں کو حقیقت دینے والی تو دوسری حقیقی زندگی کے لے خوابوں کی قربانی دینے والی،وہی قسمت نے منزل تک پہنچنے میں انھیں ہی ایک دوسرے کا سہارا بنایا تھا۔۔

خوشی بھرے لمحوں کو گزراتے زونیشہ گھر کو لوٹی راستے ہی سے اسنے مٹھائی اور کھانے کی کچھ اشیاء اپنے ساتھ لیں تھی گھر میں اسکے منتظر بیٹھے زوبیہ اور وسیم اسکے چہرے پر کھلی مسکراہٹ ہی سے اسکے نتیجے کو جان چکے تھے کمرے سے نکلتے ابراہیم صدیقی کمرے سے چند قدم چلتے ہی رکے وہ دور ہی سے کھڑے انھیں ایک دوسرے کا منہ میٹھا کرتے دیکھ رہے تھے۔۔زوبیہ

کی نظر ابراہیم صدیقی پر پڑی وہ مسرت میں مٹھائی لیے انکے جانب بڑھتے یک دم رکی۔۔اس نے مڑ کر زوبیہ کو دیکھا زوبیہ کا مسکراتا ہامی بڑھتا چہرہ دیکھ وہ ابراہیم صدیقی کی طرف بڑھی۔۔

"ڈاکٹر بننے کے لیے نام آگیا ہے" اس نے رکتے رکتے بات مکمل کی

'مبارک ہو تمھیں" وہ میٹھائی اسے کھلاتے اس کے سر پر ہاتھ رکھے کمرے کی جانب مڑ گئے

زونیشہ کے وجود میں خوشی کی لہر دوڑی مسکراتے لبوں پر آنسو آنکھوں سے گرنے لگے اس نے مڑ کر زوبیہ کو دیکھا برسوں بعد کسی پیاسے کو پانی ملنا کیا ہوتا ہے زونیشہ کو ابراہیم صدیقی کے اس لمس سے محسوس ہو رہا تھا

"خوش رہو۔۔جاؤ وسیم خیبر صاحب کے گھر بھی دے آو یہ" زوبیہ اس سے کہتے وسیم کو میٹھائی پکڑانے لگی

"نہیں میں خود جانا چاہتی ہوں۔۔میں فریش ہو جاؤ" آنسو صاف کیے

"جیسا بہتر لگے"

Clubb of Quality Content

وہ گھنٹہ بھر میں فریش ہوتے مٹھائی تھامے خیبر صاحب کے گھر آئی حسب معمول ہوا اپنے کام میں مصروف تھے زونیشہ کا کھلتا چہرہ ہاتھ میں پکڑی مٹھائی انھیں دور ہی سے خوشخبری کی آمد دے رہی تھی اس کے قریب آتے کچھ کہنے سے قبل ہی انھوں نے اسے مبارکباد سے نوازا۔۔زونیشہ مٹھائی انھیں دیتے ایک جانب لگی کرسی پر بیٹھ گئی۔۔

"یہ میٹھائی تو تمھاری کامیابی کی علامت ہے لیکن چہرے پر بکھری مسکان یہ کچھ الگ بات پر اشارہ دے رہی ہے؟؟"

میٹھائی ساتھ لگے ٹیبل پر رکھتے وہ بھی زونیشہ کے سامنے لگی کرسی پر براۓ جمان ہوئے

"جی ایسا ہی ہے" اسکا چہرہ نم ہوتے اور گلابی ہوا ہونٹ بھینچے آنسو روکنے کی کوشش کی گئی

"سب ٹھیک ہے؟"

"آج بابا جان نے خبر سنے سر پر ہاتھ رکھا ہے ایسا محسوس ہوتا ہے جیسے برسوں کا کھویا خزانہ ہاتھ لگا ہو"

"کیا یہ تو اس بھی بڑی خبر ہے خدا تمھیں ایسے ہی خوش رکھے لو میٹھائی کھاؤ۔۔" خیبر صاحب نے ایک ٹکڑا اسکی جناب کیا

Clubb of Quality Content

"آپ سے ایک بات پوچھوں؟" زرا لہجے میں ٹھہراؤ پن آیا

"پوچھو پوچھو"

"کیا میرے ایڈمیشن کے لیے بابا نے آپ سے کہا تھا؟" خیبر اس کے یکدم سوال پر چونکے زرا ٹھہرتے گلا کھنکھارتے انھوں نے زرا تسلی سے جواب دیا۔۔

جی انھوں نے کہا تھا وہ آپکے مستقبل کو لے کر پریشان تھے لیکن چاہتے ہیں مستقبل ایسا ہو جو آپ اپنے ہاتھوں سے بنائے تاکہ خود کو کسی کا محسن یا مقروض محسوس نا کریں"

"میں نے انھیں غلط سمجھتے ان سے بہت بد تمیزی کی ہیں میں بہت شرمندہ ہوں" گردن مکمل جھک سی گئی

"بیٹے آپکو احساس ہے یہ بات ہی بہت ہے کم از کم آپ حیدر کی طرح باغی تو نہیں ہو رہی" زونیشہ نے ایک نظر انھیں دیکھا نا سمجھی کے تاثر چہرے پر پھیلے

"ہاں وہ حیدر کو ڈاکٹر بنانا چاہتے تھے اس گھر کے مستقبل کے لیے لیکن وہ باغی ہوتے خودسری پر اتر آیا غلط صحبت اور بڑی شے نے اسے موت سے جا ملایا"

"تو وہ مجھے خود سے کیوں نہیں کہتے؟"

Clubb of Quality Content

"وہ ڈرتے ہیں کہ کہیں حیدر کی طرح آپ بھی یہ نا سمجھیں کہ وہ آپ پر اپنا فیصلہ تھوپ رہے ہیں اس لیے وہ چاہتے ہیں کہ بہترین مستقبل پانے میں میں آپ کے آگے رہوں"

"اب بس آپ ان کا خواب پورا کریں دل لگا کر پڑھیں خوب محنت کریں اور اس سفر کو پایہ تکمیل تک پہنچائیں خود کو کبھی بھٹکنے مت دیجیے گا آپ ان کے لیے کچھ کرنا چاہتی تھی نا دیکھیں قسمت نے آپ کو موقع دیا ہے مجھے امید ہے اب آپ ان کا بھروسہ ان کا مان نہیں توڑینگی"

"انشاءاللہ۔۔خالدہ آنٹی نہیں ہے؟؟"ٹھہرتے ادھر ادھر نظریں کرتے پوچھا

"نہیں بازار گئی ہے آتی ہیں تو تمھاری خبر دیتا ہوں"ماحول دوبارہ بہتر ہوا

"جی بہتر میں چلتی ہوں خوب دعا کیجیے گا"

"ضرور"وہ الوداع کہتے گھر کی جناب ہوئی۔۔۔

شام سے رات تک وہ یونیورسٹی لے جانے والے سامان کو ترتیب دیتے سجاتی رہی اسے اندر تک نہ جانے ایک انجانی خوشی اترتے محسوس ہو رہی تھی جیسے اپنے سر پر پرے کسی بوجھ کو ہٹانے کا اسے موقع دیا گیا ہو اسے ضائع کرنا نہیں چاہتی تھی وہ کل یونیورسٹی جانے کی خوشی

میں رات بھر جاگتے کروٹیں بدلتی رہی بالا خر سورج ابھرتے چاند کو چھپا گیا تھا جسم تھکا سا تھا لیکن روح پر جوش۔۔وہ فریش ہوتے کپڑے تبدیل کیے آئینے کے سامنے خود کا حال بہتر کرنے لگی آنکھوں میں ابھرتی چمک چہرے پر کھلتی مسکان آج برسوں بعد زونیشہ ابراہیم صدیقی کی خوبصورتی نکھر رہی تھی وہ اسی طرح ہشاش بشاش ناشتے کی غرض سے برآمدے کی جانب بڑھی۔۔ابراہیم صدیقی ناشتے سے فارغ ہوتے دوالے رہے تھے جب کہ زوبیہ کچن سے زونیشہ کا ناشتہ لیے برآمدے میں داخل ہوئی

"اؤ بیٹھو تمہارے وقت سے پہلے سب تیار کر دیا"

"خوش رہو۔۔"اس کے قریب آتے ماتھا چومے کہا

"بہت پیاری لگ رہی ہو"زونیشہ کے وجود سے اٹھتی چمک دیکھ زوبیہ تعریف کیے بغیر نہ رہ سکی

"شکریہ اماں۔۔دعا کریں۔۔خدا میرے محسن کا سایہ ہمیشہ مجھ پر سلامت رکھے جس نے میرے لیے اس سفر کو چنا اور اس گھر کے مستقبل کا بنانے کے لیے مجھ پر بھروسہ کیا"ہاتھ میں پکڑا چمچ چائے کے کپ میں چل رہا تھا جب کہ آنکھیں ابراہیم صدیقی کی جانب تھی

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

ابراہیم صدیقی ذرا مسکرائے جسے زونیشہ سمیت زوبیہ اور وسیم دونوں نے بخوبی محسوس کیا

"چلتی ہوں خداحافظ "ناشتے سے فارغ ہوتے ہی وہ اٹھنے لگی

"خداحافظ "ماں سے بغل گیر ہوتے وہ مڑی

"خیال سے جانا۔۔ نئی جگہ ہے" یہ ابراہیم صدیقی کی آواز تھی جس نے زونیشہ کے وجود کو پل بھر میں مجسم کیا تھا اس نے یک دم مڑتے ابراہیم صدیقی کو دیکھا چہرہ جھکا تھا لیکن لمحے کے نظریں اٹھائے اس کی جانب کی

"جی باباجان "کہتے قدم گھر سے باہر کی طرف کیے

مطمئن خوشباش ہوتے ایک نئے سفر کی ابتداء ہو چکی تھی۔۔

سات مہینے اسی طرح گزرتے رہے یونی سے گھر، ابراھیم صدیقی اور وسیم کی کمائی کے بعد لائبریری میں ریسیپشنسٹ کی جوب کرتے گھر بھی کافی بہتر طریقے سے چلنے لگا۔۔ ابراھیم صدیقی اور زونیشہ کے درمیان کافی تعلق بھی ٹھیک ہونے لگا تھا خوشیاں کے سورج کے بعد ایک بار پھر غموں کے بادل اس گھر پر ابھرنے لگے۔۔۔ زونیشہ کے گھر کی بنیاد کو کمزور کرنے لگے بڑھتی عمر کے ساتھ ابراھیم صدیقی کی عام بیماری ایک خطرناک بیماری میں تبدیل ہو گئی

وہ بستر سے جا لگے ڈاکٹر کے انھیں قسمت کے حوالے کر دینے کے بات زونیشہ کو زندہ مار گئی۔۔ پھر بھی حوصلہ اور ہمت کیے وہ اپنے سفر پر گامزن رہی۔۔ وہ مضبوط تھی لیکن ایک عورت تھی ایک بیٹی ایک کمزور روح۔۔ ڈر خوف میں جکڑے رہنے سے زونیشہ نے دنیا کی خوبصورتی سے نظریں ہٹالی تھی۔۔ ذمداریاں جوانی کے خواب اور خواہشات کی قاتل ہوتی ہے۔۔ اسے یہ بات حقیقت لگنے لگی انھیں سب کے بیچ زندگی چلتے ایسے ایک نئے موڑ پر لائی تھی جیسے کسی خواب دیدہ انسان کو محبت سے تعارف کروانا تھا۔۔

پڑھائی کا لاسٹ سیمسٹر قریب تھا ابراھیم صدیقی کی طبیعت کے باعث وہ پچھلے پورے ہفتے یونی سے اوف لیتی رہی۔۔

"ماہا کل تم مجھے وہ فائلز دے دینا لازمی تاکہ چھٹیوں کے کام مکمل ہو سکے" وہ مصروف سے انداز میں کہتے کتابیں سمیٹنے لگی

"ہاں ٹھیک لیکن ممکن ہے کل میں یونی نا آؤ تم ابھی واپسی میں لے لو" ماہا نے کچھ یاد کرتے کہا

"خیریت؟؟" توجہ اسکی جانب کی

"بتایا تھا نا تمھیں کل خالہ آئینگی کشمیر سے۔۔بس اس لیے"خوشی اس کے لہجے میں صاف واضح تھی

"ٹھیک ہے۔۔کل میں جاتے وقت خود ہی لے لونگی ابھی مجھے گھر جانا ضروری ہے اماں انتظار کر رہی ہونگی فون بھی گھر ہے"وہ فرتی سے کہتی بس کی جانب بڑھی

الوداعئ کلمات کہتے ہیں ماہا بھی اپنی گاڑی کی جانب ہوئی

زونیشہ گھر لوٹتے ہی سامان ایک جانب رکھتے ابراہیم صدیقی کے کمرے کی طرف بڑھی وہ غنودگی کی حالت میں موجود تھے پاس بیٹھی زوبیہ نے اشارے سے ان کے حال بہتر ہونے کی اطلاع دی کچھ دیر باپ کو دیکھتے زونیشہ کمرے میں آتے کپڑے تبدیل کرتے لائبریری کے لیے روانہ ہوئی صبح وشام اب اسے ایک سے لگنے لگی تھی مصروفیت کی وجہ سے دن گویا گھنٹوں کی طرح گزرتے محسوس ہو رہے تھے رات کو لائبریری سے واپسی پر اس نے ساحل سمندر کی جانب قدم کیے۔۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

کچھ دیر اکیلے وقت گزارتے وہ ابراہیم صدیقی کے حالت اور گھر کے سربراہ کو کھو دینے کے ڈر سے گھنٹہ بھر وہاں بیٹھے روتی رہی۔۔وہ جانتی تھی موت برحق ہے اور اسکا غم بھاری لیکن کسی اپنے کو ہر گزرتے دن کے ساتھ موت کے گلے لگتے دیکھنا قیامت سا مشکل۔۔

خود کو نارمل کرتے پھر غموں سے لبریز وجود پر مسکراہٹ کا لبادہ اوڑھے وہ گھر کے جانے بڑھی۔۔

گھر آتے رات کے کھانے سے فارغ ہوتے وہ یونیورسٹی کے کام کی غرض سے کمرے میں موجود تھی۔۔

کام کے دوران اس کی نظر کچھ سوچتے آئینے میں بھرتے اپنے عکس پر گئی اسے ایسا محسوس ہوا کہ جیسے دن بھر کی مصروفیت میں اس کی رونق چھینی تھی ان سب کے بیچ وہ اگر کچھ بھولی تھی تو خود کو خود کا خیال رکھنا، سجنا سنورنا تو جیسے زونیشہ کی زندگی سے کوسوں دور کہی جا پڑا تھا خود سے خجل محسوس کرتے اس نے اپنا حال بہتر کرتے اپنا رخ آئینے کی طرف سے پھیر لیا وہ پھر اپنے کام میں مشغول ہونے لگی اسی مشغولیت کے دوران ہی کسی پہر گویا نیند نے اسے اپنی آغوش میں سما لیا۔۔

صبح ہوتے ہی وہ یونیورسٹی کے لیے جلدی نکلی تھی اسے پہلے ماہا کی طرف جانا تھا۔۔

"ہیلو ماہا تم فائل تیار رکھو میں پک کر لیتی ہوں۔"۔راستے سے کال ملائے کہا۔۔

"زونیشہ میں رات ہی سے گھر سے باہر ہو تم یونیورسٹی پہنچو گیٹ کے سامنے ہی میرا کزن فائل لیے تمہارا انتظار کر رہا ہو گا" مقابل کا جواب سنے ہامی بھرے یونیورسٹی کا سفر جاری رکھا۔۔

جلدی پہنچنے کے باعث صرف ایک دو کا ہی اسٹوڈینٹس آس پاس موجود تھے یونیورسٹی کے گیٹ کے سامنے چھوٹا باغ نما حصے بنا تھا اطراف میں پھیلے پھولوں کی بیچ و بیچ بینچ پر نوجوان فون میں مصروف تھا وائٹ جینز پر براؤن شرٹ زیبتن کیے ابھرتی دھوپ کی وجہ سے سر پر وائٹ کیپ موجود تھی جو مکمل چہرے کو چھپائے ہوئی تھی۔۔

بینچ سے چند قدم پر ہی کالے رنگ کی گاڑی موجود تھی نوجوان کے ہاتھ یا قریب فائل نا پاتے زونیشہ نے قدم گاڑی کے طرف بڑھائے بلیک ونڈوز کے باعث وہ اندر کچھ بھی دیکھنے سے قاصر تھی اگلے لمحے ہی اس نے گاڑی کی ایک کھڑکی بجائی

بینچ پر بیٹھے نوجوان نے آنکھیں اس جانب کی وہ تیزی سے اس جانب ہوا۔۔

آڑیوزونیشہ۔۔۔دلکش آواز پر گردن موڑے اسی نوجوان کو پایا پر کشش انداز، دیدہ زیب وجاہت اسکا معیار اسکی شخصیت سے میل کھاتا تھا

"جی میں ہی ہوں۔۔" تھکی نین نقش سے لڑکی مکمل اس جانب متوجہ ہوئی

"ایکسکیوز پلیز۔۔"گاڑی کا گیٹ کھولنے کی غرض سے اسے پیچھے ہٹنے کا اشارہ دیا۔۔دروازہ کھولے فائل نکالتے زونیشہ کی جانب بڑھاتے ہی اس نے یکدم فائل پیچھے کو کی۔۔زونیشہ کا ہاتھ خالی ہی ہوا میں رکا۔۔

"میں کیسے مانو آپ وہی ہے جیسے یہ فائل دینی ہے؟؟"۔۔سر پر لگی کیپ جہاں چہرے کو چھپانے میں محو تھی وہی آنکھوں پر لگا چشمہ تاثرات دیکھنے میں آڑ پیدا کر رہا تھا۔۔

"جی؟؟۔۔"ناقابل یقین مقابل کا سوال تھا

"یہ آپ ہی کو دینی ہے کنفرم کیسے ہو؟"پھر سوال

"آپ اتنے بے وقوف تو نہیں لگتے جتنا مجھے اب محسوس ہو رہا ہے ورنہ اتنے آتے جاتے لوگوں میں آپکے پاس میں نے کیوں آنا تھا۔۔"سوال جیسے یکدم برا لگا

"ہمم۔۔لیکن"

"اور اگر آ بھی گئی تو فائل ہی لینی یہ کنفرمیشن کافی نہیں تھی ؟؟۔۔"دھوپ سے ہلکتی کھلتی آنکھیں چھڑتی تیوری مقابل کے چہرے پر مسکان ابھری

"اوکے ریلیکس۔۔ٹیک اٹ۔۔"فائل دیتے کہا

"ویسے ماہا نے کہا تھا فائل لینے والی لڑکی ڈیسینٹ اور خوش کلام ہو گی ایسے آسانی سے پہچان لوگے شاید آپکا ورجن اوف ہے آج۔۔"انکھوں سے عینک ہٹائی۔۔اس کی گہری براؤن آنکھیں دھوپ میں شیشے سے چمکنے لگی وہ دیدہ زیب وجاہت کا مالک خوبصورت دلکش شخصیت کا حامل تھا اس کی خودسر کلامی ہی بتاتی تھی وہ ماہا کا کزن ہے اسی کی طرح ایکزووڑٹ۔۔

"آئی ایم سوری۔۔بٹ سوال ہی ایسا تھا سو جسٹ سوری۔۔"اپنے انداز پر غور کرتے کہا

"اٹس اوکے۔۔"عینک پھر سے چہرے پر لگائے مسکرایا

"آپ ماہا کو بتادیجیے گا اس کی امانت آپ تک پہنچ چکی۔۔بائے۔۔"وہ کہتے ہیں گاڑی کی دوسری جانب سے گاڑی میں بیٹھا زونیشہ اب بھی وہیں کھڑی تھی

بیٹھتے ہی اسنے زونیشہ کی جانب کا شیشہ نیچے کیا وہاں ٹکی نظریں ہر براتے ہٹائی

"ویل سوری ٹو۔۔فورڈا ایکسٹرا کنفرمیشن کوشن"۔۔معذرت خواانداز

"اٹس اوکے۔۔ "

گاڑی اب وہاں سے جا چکی تھی ایک نظر فائل کو دیکھے فون پر ماما کی مسکال دیکھ اسکا نمبر ملایا۔۔

"ہاں بولو؟؟"اگلی ہی رنگ پر کال اٹھالی گئی

"ہاں مل گئی"مقابل کے سوال پر جواب

"ویسے یہ تمھارا کزن کوئی سی بی آئی ہے کیا؟؟کنفرمیشن کے سوالوں کی لسٹ لایا تھا ساتھ"وہ چڑتے انداز میں بات کرتے ہونی میں داخل ہوئی

"ہنسو مت پلیز ایک تو جلدی نکلنے کی وجہ سے ناشتہ نہیں کیا اوپر سے وہ دھوپ میں کھڑے سوالات کر رہا تھا ڈمپ"مقابل کا قہقہ زخموں پر نمک تھا

"نام بتانے کے بعد بھی۔۔کنفرمیشن تو میں بھی مانگ سکتی تھی بٹ میں نے تو نام تک بھی نہیں پوچھا خیر ہے ٹھیک ہے جو ہوگا تمھیں بتادونگی انجوائے یور مومنٹ خداحافظ"کلاس تک آتے بات ختم کی۔۔

نام۔۔نام تو واقع ہی نہیں پوچھا۔۔فون رکھتے ہی ذہن میں سوال ابھرا۔۔

"مجھے کرنا کیا ہے نام جان کر عجیب۔۔"خود ہی جوابدہ ہوتے وہ کلاس کی جانب بڑھی۔۔

وہ دن بھر پڑھائی سے فارغ ہوتے گھر کو روانہ ہونے لگی یونی کے باہر نکلتے ہی اسے ایک بار پھر وہ گاڑی نظر آئی شیشے بند تھے نظر بینچ کے جانب کرتے وہاں کسی کو نا پاتے اپنے سفر پر جاری ہونے کے غرض سے بس کی جانب بڑھنے لگی یکدم ہی شیشہ نیچے ہوتے اسے پکارا گیا۔۔

"اسکیوز می۔۔یو مس۔۔زونیشہ "گیٹ کھولے وہ تیز قدم لیے سامنے ہوا

"آپ کی فائل سے یہ دو پیپر میں گاڑی ہی میں رہ گئے تھے۔۔مجھے لگا امپوڑنیٹ ہونگے آپ واپس ضرور لینے آئنگی لیکن آپ نے چار گھنٹے لگا دیے" پیپر آگے کرتے آخری بات پر مقابل کو حیران کیا

"وہ میں نے مصروفیت میں چیک نہیں کی تھی فائل۔۔بہت شکریہ انکا۔۔آہ۔۔کیا آپ جب سے یہی منتظر تھے؟؟"نرم دل ہوتے سوال کر گیا

"جی ماہا نے کہا تھا یہ امپورٹنٹ پیپرز ہیں مجھے لگا آپ پریشان نا ہو"زونیشہ کو مقابل کا رحم اور ہمدردانہ مزاج متاثر کیا تھا

"بہت شکریہ۔۔اور سوری صبح کے رویہ کے لیے"زونیشہ کو یہ احسان صبح کے واقعے پر خجل دلا گیا

"اوہ اٹس اوکے۔۔۔میں اسے بھول چکا ہوں۔۔ویسے بھی خود کے لیے برے کومینٹس یاد رکھنا احان جبیل کا شعار نہیں"شرارت بھری تبسم چہرے پر بکھری۔۔

"سوریلیکس"زونیشہ مسکراتے اسے جاتا دیکھ رہی تھی

ہوتے ہیں بعض لوگ جو لمحوں کے لیے ملتے سالوں تک کی یادیں دے جاتے ہیں۔۔۔

احان جبیل دراز قد پرکشش اور دلکش انداز کا حامل تھا۔۔زندگی دل کھل کر جیتے خوابوں کو حقیقت دینے والا انسان

گھر لوٹنے پر اسے ابراہیم صدیقی کی حالت بگڑنے کی خبر ملی وسیم انہیں پہلے ہی ہسپتال لے جا چکا تھا وہ بغیر لمحے ضایع کیے وہاں پہنچی۔۔دل کی بیماری کے ساتھ جسم میں بڑھتی کمزوری پر دل رات کا سوچنا انھیں دماغی مریض بناتا گیا انھیں ہر لمحے سکون دینا ضروری ہونے لگا

گھنٹہ بھر علاج کے بعد ابراہیم صدیقی کو لے جانے کی اجازت مل گئی۔۔وہ گھر لوٹے رات بھر ان کے سرہانے بیٹھی رہی۔۔

Clubb of Quality Content

"زونیشہ "۔۔زوبیہ کی پکار پر نیند کھلی غالباً فجر کی اذانیں ہر طرف ہو رہی تھی

"جاؤ بیٹے یونیورسٹی جانا ہے تم نے اپنے کمرے میں جاکر آرام کرو" اسکی آنکھیں رونے سے سرخ تھی جب کہ چہرہ نڈھال

"کس لیے جاؤ یونی جن کی خوشی کے لیے کر رہی ہوں وہ تو مجھ سے میرا حال تک پوچھنے کی حالت میں نہیں ہے" ابراہیم صدیقی کے ہاتھوں پر ہاتھ رکھے

"سمجھ نہیں آرہا کیسے کرونگی اب۔۔۔انھیں کھونے کا خوف ہر لمحہ میرا حوصلہ توڑ دیتا ہے اماں" آواز روہانسی ہونے لگی وہ رخ پلٹتے اب زوبیہ کی گود میں سر رکھ گئی

"میری جان یہ سب تو زندگی کا حصہ ہے لیکن خوابوں اور ذمداریوں کو تو پورا کرنا ہے نا۔۔ان سے بے رخی نہیں کر سکتے" زونیشہ کے بالوں پر ہاتھ پھیرتے کہا

"خواب اور خواہشات اتنے بھاری نہیں ہونے چاہیے کہ حقیقت ہی سے نفرت کروادے خود کو کم ہمت اور لاچار ثابت کروادے" آنسو گرتے زوبیہ کے کپڑوں میں جذب ہونے لگے

"زونیشہ خواہش وخواب امید ہوتے ہیں، جینے کا مقصد اور زندگی میں آگے بڑھنے کی وجہ اگر انسان ان کو نکال دے اپنی زندگی سے تو دنیاوی زندگی بے معنی ہی ہے"۔۔

"خواب تو جینے کے لیے دیکھے جاتے لیکن انھیں مکمل کرتے انسان اندر تک کہی مر جاتا ہے" تھکا دل گمبھیر آواز

"بوجھ سمجھ کر انھیں خود پر حاوی کرنے بجائے دل سے اس کے لیے محنت کریں تو جینے کا مزہ دگنا ہو جاتا ہے"۔۔

"اتنی تسلیوں کے ساتھ منزل ملے تو کیا ہی دگنا مزہ ہو" معنی خیز مسکراہٹ

"دل برامت کرو حوصلہ اور ہمت کرو۔۔سب ٹھیک ہو جائے گا" پھر وہی تسلی۔۔

"جی۔۔" اٹھتے ماں کا ماتھا چومے وہ ابراہیم صدیقی پر ایک نظر ڈالے اپنے کمرے میں آئی۔۔صبر توڑ کر وہ اکیلے روئی یہاں تک کہ ہچکیاں بندھ گئی

وہ تیار ہوتے یونیورسٹی کے لیے روانہ ہوئی کلاس سے فارغ ہوتے کینٹین میں آ بیٹھی۔۔

"زونیشہ کل تمھیں کال کی تھی ٹیسٹ کا معلوم کرنے تم نے ریسیو نہیں کی؟؟"۔۔ماہا اوڈر دیتے زونیشہ کے پاس بیٹھے گویا ہوئی۔۔

"ہاں دراصل فون گھر تھا اور میں ہسپتال "۔۔وہ ٹیبل پر سر رکھ گئی

"خیریت۔۔ تمھارے بابا؟؟"لفظی سوال

"ہمم "چہرہ پر غم کا سایہ آیا

کیا کہا ڈاکٹر نے؟؟"

"وہی جو ہمیشہ کہنا ہے دعا کریں اور انھیں ہر بے سکون کر دینے والی بات سے دور رکھیں "آنکھیں نم ہو چکی تھی

"زونیشہ ہم جب تک باہمت رہتے ہیں زندگی کی یہ باتیں کمزور نہیں کرتی تمھیں خود کو مضبوط کرنا ہو گا آنٹی کے لیے خود کے لیے "ماہا کا دل بھر چکا

"ماں باپ میں سے کسی ایک کو موت کی آغوش میں دیکھنا قیامت سے زیادہ مشکل ہے۔۔پتھر دل ہونا پڑتا ہے اس تلخ حقیقت سے گزرنے کو بس باہمت ہونا کافی نہیں ہوتا"آنسو اب بہہ چکے تھے بھوک پھر غائب ہوئی۔۔

"خدا رحم کریں۔۔"ہاتھ کندھے پر رکھے اسے سہلایا

"میری چھوڑو تم بتاؤ تمھاری ویکیشن کیسی رہی؟؟"موضوع بدلہ

"بہت بہترین کوئی عرصہ بعد خالہ آئی ہے وقت کا تو جیسے پتہ ہی نہیں لگا اور احان۔۔تم تو مل چکی ہو اف خدا زندگی کو کھل کے جینے والا بندہ ہے کوئی لمحہ ضائع نہیں کرتا جس میں کوئی شرارت یا انجوائے نا کرتا ہو"وہ ہنستے کہنے لگی

"ہمم لگ ہی رہا تھا اسے دیکھ کر"وہ بات سے متفق ہوتے کہنے لگی

"دیکھو باتوں میں تمھیں کہنا ہی بھول گئی زونیشہ تم کل گھر آنا میری بابا کی ریٹائرمنٹ پارٹی ہے پلیز تم آو گی مجھے اچھا لگے گا"۔۔ہاتھوں میں ہاتھ لیے

"ماہا تم جانتی ہو کہی جانے کا من نہیں ہوتا میرا ابھی"وہ ہار جھکائے انکاری ہوئی

"میری جان میں تمھاری سچویشن سمجھ رہی ہوں لیکن کیا تم ان سب باتوں پر باقی چیزوں کو چھوڑ دو گی۔۔کچھ ہی تو یادگار لمحے دیتی ہے زندگی انھیں ضائع نہیں کرنا چاہیئے"

"میں تمھیں سوچ کر بتاونگی"

"اوہ پلیز زونیشہ میں ریکویسٹ کر رہی ہوں پلیز آجاؤ فورمی"معصوم انداز کرتے ہیں آنکھیں چھوٹی کی

"اوکے "۔۔اس کا یہ معصومانہ انداز ہمیشہ ہی زونیشہ کو مسکرانے پر مجبور کر دیتا

آہہہ تھینک یو۔۔۔وہ چلاتے بغلگیر ہوئی کھانے اور دیگر باتوں کے بعد جانے کا ارادہ کیا

"میں چلتی ہوں کل ملتے ہیں "الوداع کہتے گھر کے جانب ہوئی جبکہ زونیشہ نے قدم

لائبریری کے جانب کیے

لائبریری میں کام کے بیچ اسے وقفے سے خود پر کسی کی نظروں کی تپش کا احساس ہوتا نظروں

گھمانے پر کسی کو نا پاتے وہ پھر کام میں مصروف ہوئی

وہ احان جبیل تھا لائبریری کے ایک کونے پر بینچ پر بیٹھے کتاب پڑھنے میں مصروف۔۔اس

کی نظر زونیشہ پر لائبریری میں داخل ہوتے ہی پڑ چکی تھی وہ اسے پہلی نظر میں پہچان چکا

تھا۔۔وہ خاموشی سے بیٹھے گویا اس کی زندگی کو پڑھنے کی کوشش میں تھا۔۔

اسکا دل لگا کر کام کرنا بار بار فون پر کسی سے خیریت کے لیے رابطہ کرنا، وہ اسے دلچسپ لگی

کتابیں لیے وہ گھر لوٹتے ہی ماہا کے کمرے پر دستک دینے لگا۔۔

"آجاو احان کم "۔۔وہ اندر داخل ہوتے صوفے پر بیٹھا

"یہ تمھاری کتابیں "۔۔سامنے رکھے ٹیبل پر ایک جانب رکھی۔۔۔

"بہت شکریہ تم نے ایک کام کم کر دیا میرا۔"۔ گہری مسکان

"وہاں تمھاری وہ دوست تھی کیا نام تھا۔۔۔ ہمم زونیشہ۔۔"وہ سیدھا پوائنٹ پر آیا یہی احان جبیل کی خاصیت تھی وہ تمھیدیں باندھے بات کرنے کا عادی نا تھا

"ہاں۔۔وہ وہاں ایز آر یسیپشنسٹ ہے"اسے یکدم سوال پر حیرانی ہوئی لیکن جواب دیا گیا

"ہمم نائس۔۔ لڑکی کا سیلف انڈیمینڈینٹ ہونا اچھا ہے"وہ کہتے فون پر انگلیاں چلانے لگا

"ذمداریاں ہے اس پر۔۔۔ بہادری کی مثال ہے وہ۔۔ بھائی کے بعد اسکی بابا کی کنڈیشن کی وجہ سے وہ خود ہی گھر کی ڈھال بنی ہے"ماہا کپڑے سمیٹتے جوابدہ ہوئی

اچھا جبھی کسی سی بار بار خیریت دریافت کی جا رہی تھی۔۔"

"ہمم ہو سکتا ہے"۔۔

"تم نے بتایا اسکے بھائی کے بعد۔۔ مطلب؟؟"وہ جاننے کے لیے دلچسپ نظر آیا۔۔

ماہا نے اسے حیدر کی موت سے ابراہیم صدیقی کے حالت تک آگاہ کیا۔۔

احان کے دل میں زونیشہ کے لیے ہمدردیوں کا سمندر امنڈ پڑا۔۔

"کیا ہوا تم کیوں زون آوٹ ہو گئے؟"۔۔احان کو ایک ہی نظر سے دیوار کے دیکھنے پر ماہا نے چٹکی بجاتے ہوش دلایا

"نہیں ایسا نہیں ہے بس مجھے تھوڑی الگ معلوم ہوئی یہ لڑکی۔۔ پھر باقی چیزیں کون دیکھتا ہے؟؟"پھر سوال

" صحیح اسنے تمھیں سی بی آئی کا خطاب دیا ہے۔۔سوالات کی دکان ہوں تم"۔۔ماہا ہنستے احان کے سامنے آکر بیٹھی

"سی بی آئی؟"۔۔

"ہاں اور کیا کہا تھا یس آڈمپ"۔۔وہ قہقہ لگاتی رہی۔۔

"میں جسٹ وہاں انتظار کرتے بور ہو رہا تھا سوچا تھوڑا انجوائے کیا جائے لیکن مجھے کیا معلوم وہ موم سی گڑیا بوم سی خطرناک ہو گی۔۔ خیر اب مجھے سمجھ آرہا ہے اسکا رویہ ایسا کیوں تھا"۔۔

"ہمم چھوٹی عمر میں بہت زیادہ فیس کرنا پڑ رہا اسے"۔۔ متفق ہوتے کہا (کہانی ایسی ہی ہے جو سنے اسے رحم آجائے)

"بس کل وہ آجائے تھوڑا انجوائے کریں ان مسئلوں میں وہ جینا ہی بھول رہی ہے"۔۔ماہا کا دل ہمدردی سے لبریز تھا

"تم نے انوائیٹ کیا ہے؟؟"یکدم سیدھا ہوا

"ہاں ہم نے کہا تو ہے اسے آنے کا لیکن مسئلہ یہی ہے کہ آئیگی کیسے زوبیہ آنٹی انکل کی وجہ سے آئنگی نہیں اور اسکا وہ کزن وسیم وہ نائٹ ڈیوٹی ہوتا ہے۔۔مجھے لگتا وہ یہی بہانہ نا ڈالے"۔۔ماہا کے چہرے پر اداسی وفکر کی لہر آئی

"میں پک کر لونگا"۔۔کندھے اچکاتے بے ساختہ دل سے بات نکلی

"ہاں؟؟"آنکھیں حیرانی سے بڑی ہوئی

"مطلب ہم پک کر لینگے تم نے تو کہا ان مسئلوں میں وہ تھوڑا انجوائے کر لے گی"۔۔گہری مسکراہٹ

"اوکے۔۔یہ کچھ زیادہ انٹرسٹ دکھنے لگا ہے۔۔کہی پتھر دل احان پر موم کی گڑیا کا جادو تو نہیں چل گیا"۔۔۔وہ اسے پریشان کرنے لگی

"اوہ پلیز تمھاری کتاب شروع ہوں اس سے پہلے مجھے اجازت دوں"۔۔قہقہ لگاتے وہ نفی میں سر ہلائے کمرے سے نکل گیا۔۔۔

اگلا دن اتوار تھا زونیشہ نے زوبیہ سے ماہا کے گھر تقریب کی بات کرتے وہاں نا جانے کا ارادہ عیاں کر دیا تھا۔۔

"زونی میری جان تم چلی جاؤ میں ہوں نا یہاں۔۔وسیم بھی تو دیر سے جاتا ہے اور جب تک تو تم آجاو گی"۔۔زوبیہ ناشتے کی ٹرے سامنے رکھتے کہا

"نہیں اماں میرا دل نہیں مانتا میں نے نہیں جانا"۔۔اپنے فیصلے پر گامزن رہتے نفی کر گئی

"زونیشہ شباب کی یہ عمر لوٹ کر نہیں آنی اس عمر کہ جو جائز شوق و خواہش ہوا نہیں اس ہی لمحات میں جی لینا چاہیے"زوبیہ کا چائے کا کپ منہ سے لگایا

"کیا عمر کیا جوانی و شباب۔۔ہمیں تو مستقبل کا خوف اور حال کی ذمداریاں ہی بوڑھا کر چکی ہے۔۔"معنی خیز مسکراہٹ شاعرانہ انداز

"پھر بھی تمھیں اتنے پیار سے کہا ہے اسنے"۔۔وہ پھر اسے اس بات پر لائی

"اماں رات گئے کس کے ساتھ جاؤ نگی؟۔۔پھر جانا آنا اور آپکو ابا کے پاس اکیلے نہیں۔۔"

"میری فکر چھوڑو۔۔۔اور تم ارادہ کرو راستے خدا بنائے گا"۔۔

بات کے درمیان ہی فون بجنے لگا۔۔وہ ماہا کی کال تھی

"وعلیکم السلام۔۔ہمم دیکھتی ہوں۔۔"مقابل کی بات پر جواب

"ماہا تم جانتی ہو میں اکیلے کیسے۔۔۔"بات کاٹی گئی

"ہمم ٹھیک اوکے۔۔۔اوکے۔۔خدا حافظ"مقابل کی بات سنیں ایک لمبی خاموشی کے بعد

جواب دیا

"کیا ہوا؟؟"فون رکھنے ہر زوبیہ کا سوال

"آپ کے دل سے وہاں بھیجنے کی دعا قبول ہو چکی"کن انکھیوں سے دیکھا

"مطلب۔۔؟؟"

"کہنے لگی ہے وہ خد پک کرنے آئے گی اپنے وہ کشمیر والے کزن کے ساتھ"۔۔کہتے چائے کا

کپ تھامے ایک بے فکرے انداز میں کرسی سے ٹیک لگا یا

"کشمیر والا کزن؟۔۔"

"ہاں جی ماہا کی خالہ آئی ہو کوئی کشمیر سے بتایا تھا اس دن فائل لینی ہے اس سے وہاں ماہا کے نا ہونے پر وہی کزن دینے آیا تھا۔۔"

"ہمم۔۔ کشمیر سے ہے تو یہاں ایسے شہر میں ایڈ جسٹ ہو گیا؟؟ مطلب وہاں کی تازگی ہریالی کی ہوائیں اور کہاں یہ شہروں کی ہوا پانی"۔۔

"دیکھنے میں تو ٹھیک ہی لگ رہا تھا"۔۔ وہ بات مکمل کیے برتن لیتے کچن کی جانب ہوئی

دن اسی طرح کٹتے رات ہونے لگی۔۔ زونیشہ کی تیاری کے دوران ہی ماہا اس کے گھر آچکی تھی۔۔

وہ برآمدے میں زوبیہ کے ساتھ لگی کرسی پر بیٹھے انتظار کرنے لگی۔۔

"آپ اکیلے آئی ہیں بیٹے؟؟" رسما سلام ودعا کے بات زوبیہ نے سوال کیا

نہیں میرا کزن باہر گاڑی میں ہے"۔۔

ارے تو اندر بلاو نا اسے باہر مناسب نہیں ہے۔۔"

"اٹس اوکے آنٹی۔۔"

"کیا او کے ٹھہرو میں بلاتی ہوں"۔۔زوبیہ اٹھتے باہر کی جانب ہوئی چند منٹوں بعد انکے پیچھے چلتے احان گھر میں داخل ہوا۔۔

"بیٹھو"۔۔ایک کرسی کی جانب اشارہ دیا

'بہت شکریہ"۔۔

"پانی کچھ ؟؟"۔۔

"نہیں"۔۔کشمیری خوبصورتی احان جبیل کے وجود پر ظاہر تھی وہ نظروں میں سما جانے والا انسان تھا

"ایک سیکنڈ"۔۔ابراہیم صدیقی کے کراہانے کی آواز پر وہ یکدم اس جانب بڑھی ماہا اور احان پر پریشانی کے بادل آئے۔۔ لیکن اگلے کچھ لمحوں میں زوبیہ واپس آتا انھیں دیکھ سانس بحال ہوئی

"انکل کی طبیعت کیسی ہے ؟؟"ماہا نے زوبیہ کے بیٹھنے پر سوال کیا۔۔

زوبیہ کے چہرے پر بے بسی سی گہری مسکان ابھری پھر کچھ لمحے ٹھہرے جواب دیا

"بہتر"۔۔وہ لفظی جواب دل لرزا دینے والے انداز میں دیناماہا سمیت احان کو متفکر کر گیا

"میں مل سکتا ہوں"۔۔یہ احان کے منہ سے ادا ہونے والے الفاظ تھے پاس بیٹھی زوبیہ اور ماہا اس کی توقع نہیں کر رہے تھے

"ہاں ضرور"۔۔زوبیہ جواب دیتے اٹھتے ابراہیم صدیقی کے کمرے کی جانب اسے لے جانے لگی۔۔ماہا ہم قدم تھی

بستر پر چت لیٹا ابراہیم صدیقی کا وجود زندہ ہو کر بھی زندگی سی لاتعلقی کا اعلان تھا۔۔

کبھی کبھی ہم لوگوں کی زندگی میں ہونے والے حادثوں کے غم کا اندازہ نہیں لگا پاتے۔۔۔ہم ماں باپ کو ہر غم سے تو بچا سکتے ہیں ہر بیماری سے محفوظ رکھنے کی تدبیر کر سکتے ہیں لیکن موت۔۔۔ہم انھیں موت سے تو نہیں بچا سکتے۔۔اولاد جوان ہو اور والدین میں سے کوئی ایک موت کو دستک دیتے بستر سے جا لگے۔۔اور اس لمحے آپ ان کے لیے کچھ نہ کر پائیں اس بے بسی کا اندازہ کوئی دوسرے انسان کبھی نہیں لگا سکتا۔۔احان جبیل کا دل ہمدردیوں سے زونیشہ صدیقی کے لیے بھرنے لگا۔۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

والدین کا ہونا اور صحت مند ہونا یہ وہ عظیم خزانہ ہے جسے سالوں کی کمائی سی بھی حاصل نہیں کیا جا سکتا۔

وہ قدم بڑھاتے ان کے بے حد قریب ہو چکا۔۔وہ انہیں چھونا چاہتا تھا لیکن ہاتھ گویا کسی بوجھ سے اٹھ نہیں پایا۔۔

یکدم ایک دلکش مہک کمرے میں کسی وجود کے آمد کی خبر لائی۔۔دروازے پر کھڑی زونیشہ پر احان جبیل کا یہ روپ احترام کی چنگاریاں جلا چکا۔۔۔

"اماں۔۔کیا ہوا؟"متفکر آواز پر سب کی نظر اس جانب ہوئی۔۔

"کچھ نہیں زونی یہ ملنا چاہ رہے تھے تمھارے ابا سے۔۔"زوبیہ اسے تسلی دیتے جوابدہ ہوئی۔۔

زمین سے چھوتی پیچ رنگ کی لونگ فراک،ہلکا میکاپ کمر تک آتے ہلکے گھنگرلے بال،کانوں میں جھولتے ہم رنگ جھمکے۔۔وہ بلا کی خوبصورت لگ رہی تھی۔۔ماہا اسے اس طرح تیار دیکھے مسرت میں اسکے قریب ہوتے بغل گیر ہوئی۔۔۔احان کی آنکھوں میں اٹھتی چمک زونیشہ کی آنکھوں سے مخفی نا رہی۔۔

Clubb of Quality Content

"ٹھیک ہے آنٹی پھر ہم چلتے ہیں۔۔واپسی کی فکر بالکل مت کریں میں خود اسے ڈراپ کرواؤں گی۔۔"ماہانے اجازت طلب کرتے زوبیہ سے کہا

"تمہارے ساتھ جارہی ہے تو بے فکر ہی ہوں ہمارے بعد تم نے تو اس کا اتنا خیال رکھا ہے"۔۔وہ اس کے سر پر ہاتھ رکھے کہنے لگی

"بہت شکریہ یہ آپ کی محبت اور بھروسہ ہے۔۔آجاؤ زونیشہ چلیں!!"۔۔وہ زوبیہ سے کہتے زونیشہ کی جانب مڑی

"خداحافظ اماں خیال رکھنا"زوبیہ سے بغل گیر ہوتے قدم بڑھائے

"خداحافظ "۔۔ماہاالوداع کہتے زونیشہ کے ہم قدم ہوئی

"بیٹے آیئے گا ضرور"۔۔احان نے دعااور شفقت کے لیے سر جھکایا

"خداحافظ آنٹی کوئی ایمرجنسی ہو تو آپ کال کر لیجئے گا۔۔میں آجاونگا"وہ جملہ جتنی اپنائیت سے بولا گیا تھا سننے والوں کے دل میں اتنی اپنائیت بڑھا چکا تھا

"ضرور۔۔بہت شکریہ"۔۔زوبیہ نے حیران ہوتے کسی خوشی کے اسیر احان کا ماتھا چومے کہا

ماہا کے چہرے پر کھلتی مسکراہٹ کے ساتھ زونیشہ کے دل میں اس نوجواں کی عقیدت بڑھنے لگی

وہ رخصت لیتے گاڑی کے قریب ہوئے احان نے پہلے ماہا کے لیے دروازہ کھولا پھر زونیشہ کے لیے۔۔وہ ایک جینٹل مین ہونے کا ثبوت دیتا رہا۔۔

زونیشہ پیچھے جبکہ ماہا آگے بیٹھی۔۔

"زرا جلدی چلا لوں ہمیں آج ہی پہنچنا ہے"۔۔ماہا نے اسے بے دھیانی اور آہستہ گاڑی چلاتے ٹوکا

"چلا تو رہا ہوا اڑانے سے تو رہا۔۔"جواب فوری دیا

"ٹشو بکاس کدھر ہے؟؟ اگر کچھ بے ترتیب ہو جائے تو انھیں سنبھال کر ترتیب دیا کرو۔۔"وہ گاڑی میں ادھر ادھر جھانکنے لگی

"ہمم۔۔یہ بات تو ہے جو دھڑکنیں بے ترتیب کریں انھیں دل سنبھالنے آنے چاہیئے"۔۔بیک مرور میں ابھرتے آنکھوں سے آنکھیں ملی

Clubb of Quality Content

"ہم چیزوں کی بات کر رہے ہیں سید احان۔۔ٹشو بکاس

؟؟"ماہا نے شرارتی لہجہ لیا سمجھتے بھی انجان ہوتے کہا

"ہم میں بھی۔۔ٹشو اس میں ہے "ہر براتے گاڑی کی ایک جانب اشارہ دیا۔۔ماہا سمیت اس کے بدلتے رنگ پر زونیشہ کے چہرے پر بھی مسکان ابھری

سفر ہلکے مسکراتی باتوں سے طے ہوتے وہ وینیو پر موجود تھے۔۔۔

سب سے تعارف کے بعد زونیشہ کی ملاقات اسکی خالہ سیدہ ساجدہ سے ہوئی وہ نہایت دریہ دل اور شیریں شخصیت کی حاملہ تھیں۔۔۔زونیشہ کو وہاں موجود لوگوں سے ملتی محبت گھر سے دیے زخموں پر مرہم سی لگنے لگی۔۔اسے وہاں رہتے ایک الگ ہی سرور محسوس ہونے لگا۔۔

کسی دھن میں چلتے ہاتھ اپنے گلے تک لے جاتے ادھر لاکٹ کی ناموجودگی پر وہ آئینے کے سامنے ہوئی اسکا گلا خالی تھا وہ یکدم مڑتے اسے کمرے کی جانب ہوئی جہاں کچھ دیر پہلے موجود تھی۔۔

Clubb of Quality Content

"یہاں چیزیں نہیں سنبھلتی اور وہ احان صاحب دل سنبھالنے کی بات کر رہے تھے"۔۔وہ ادھر ادھر نظریں کرتے تلاش کرنے لگی

"چیزیں میں سنبھال لونگا اگر آپ بس دل سنبھال لیں"۔۔ گھمبیر آواز میں کہتے ہاتھ آگے کی جانب کیا۔۔زونیشہ کو لاکٹ احان کے ہاتھوں کی گرفت میں ہوا میں جھولتا دکھائی دیا

"یہ آپ نے۔۔"اس کی اٹھتی انگلی لمحے بھر کو رکی

"اوہ پلیز اب خدا کے لیے چور کے خطاب سے مت نوازدیجیئے گا سی بی آئی اور ڈمپ کے خطابات کے صدمے سے ابھی نکلا نہیں ہوں"مقابل کے کچھ کہنے سے پہلے کہا

زونیشہ کے وجود پر ایک شرم سی گزری جیسے وہ کچھ ایسا ہی کہنے جا رہی ہو

"میری گاڑی سے ملا"لاکٹ زرا اسکے جانب کو بڑھایا

"شکریہ۔۔لیکن آپکو کیسے معلوم یہ میرا ہے؟؟"تیور سے سوال کیا گیا

"آپ کے پیروں میں پہنی جوتی کے بیک سائیڈ پر لگے سلور ستارے تک کا بتا سکتا ہوں یہ تو پھر بھی ایک لاکٹ ہے"وہ نارمل انداز لیے گویا ہوا جیسے ہی اس کے لیے عام بات ہو

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

حیرانیت سے زونیشہ کی آنکھیں بڑی ہوئی کوئی اس قدر بھی نوٹس کر سکتا ہے۔۔

"آپ کافی اچھی لگ رہی ہے ویسے ؟؟ دز پیچ کلر سوٹس یو ویری مچ" زونیشہ کے چہرے پر ابھرتے سوالوں سے پہلے ہی احان نے بات آگے بڑھائی

"تھینکس۔۔ اسکیوز می۔"۔ شکریہ کہتے وہ مزید وہاں رکے بغیر نکل پڑی۔۔ وہ جس چمک کو احان کی آنکھوں میں دیکھنے سے کترا رہی تھی اسکے فعل و قول اسے اب یقینی بنا رہے تھے۔۔

ملکے مومینٹس کے ساتھ ایوینٹ اپنے اختتام کو پہنچا زونیشہ گھر لوٹتے احان جبیل کی باتوں پر تبصرہ کرنے لگی۔۔ اس کا دل جیسے اسکی جانب سے نرم ہونے لگا ایک خاص سلوک و برتاؤ کا احساس جنم لینے لگا۔۔

Clubb of Quality Content

وہ بیڈ پر بیٹھے کافی دیر اس لاکٹ کو لیے احان کی باتوں پر مسکراتی رہی اسی بیچ اسکی نظر اپنے جوتے پر بنے سلور ستارے پر پڑی۔۔

"اس ستارے کا رنگ سلور ہے یہ آج تک میں نے بھی اس قدر غور سے نہیں دیکھا اور وہ شخص۔۔؟؟" سوال ابھرتے جا رہے تھے احان جبیل اب ایک پہیلی سا ہونے لگا تھا نا چاہتے ہوئے بھی اس پر سوچنا ضروری لگنے لگا۔۔

"اففف خدا کیا ہو گیا یہ اتنا کیوں سر پر سوار ہو رہا ہے۔"۔وہ کافی دیر ان باتوں کو سوچے خود ہی دھیان ہٹائے سونے کی غرض سے بیڈ کی جانب ہوئی

اگلی صبح زونیشہ کے گھر کا سورج غروب کر گئی زوبیہ کے لگاتار پکار پر زونیشہ تیز قدموں سے بھاگتے انکے کمرے کی جانب ہوئی

زمین پر روتے حالت میں بیٹھی زوبیہ ایک طرف گرا پڑا پانی کا گلاس اور بستر پر چت لیتے ابراھیم صدیقی کا وجود۔۔اس کی دھڑکنیں تیز ہونے لگی وہ اس خبر کو سننے کے لیے تیار نہیں تھی اسنے آگے بڑھتے زوبیہ کا ہاتھ تھاما۔۔

"کیا ہوا۔۔ کیا؟؟؟۔۔"ہمت جمع کرنے کے باوجود الفاظ ٹوٹے پھوٹے ادا ہوئے

"تمہارے ابا زونیشہ۔۔۔"بھیگا چہرہ آسمان کی جانب اٹھا تھا

"نہیں۔۔ نہیں۔۔ میں۔۔ رکے میں دیکھتی ہوں ایسے نہیں ہو سکتا ہے میں دیکھتی ہوں۔۔ حوصلہ حوصلہ رکھیں اماں کچھ نہیں ہو گا میں۔۔ میں دیکھتی ہوں۔۔"نا جانے وہ کس احساس کے زیر اسیر یہ سب کہہ رہی تھی وسیم اسی کسی پیچ کمرے میں آچکا تھا زونیشہ نے زوبیہ کو اس کے حوالے کرتے رخ ابراہیم صدیقی کی جانب موڑا۔۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

کپکپاہٹ اس کے پورے جسم پر طاری ہو چکی تھی بھیگی آنکھیں، خشک ہوتا حلق، اگلے کچھ لمحے اسے کسی بری خبر سے آگاہ کرنے والے تھے

زونیشہ نے ہمت کرتے کپکپاتے ہاتھوں سے ابراہیم صدیقی کے ہاتھوں کی نبض چیک کی۔۔وہ زوبیہ کے الفاظوں کو حقیقی بناتے رکی پڑی تھی۔۔

آنسوؤں کی رفتار بڑھتی گئی پھر حوصلہ کرتے ہاتھ چہرے پر لے جاتے سانسوں کی روانی کو چیک کرتے انگلیاں اس جانب کی۔۔

وہ روح سے جسم کی جدائی کا پیغام دیتی تھی۔۔

ابراھیم صدیقی کی موت کا پیغام۔۔

زونیشہ کی یتیمی کا پیغام۔۔۔

"نہیں۔۔۔یاخدا نہیں۔۔۔"وہ گھٹنوں کے بل بیٹھتے دب دبی سی آواز میں ہو جانے والے حادثے کا انکاری ہونے لگی

"ابااااا۔۔۔نہیں اللہ۔۔۔اباااااااا"اب حوصلہ چوڑ ہوتے ہوتے آواز سے رونے لگی۔۔

"یا خدا"۔۔ ناجانے کیوں اسے اپنا سانس بند سا ہوتے محسوس ہوا۔۔ کل تک پکارے جانے والے وہ شخص آج میت بنے اس کے سامنے موجود تھے۔۔ وہ مڑتے زوبیہ کو گلے لگائے اسے حوصلہ دیتی رہی۔۔

"وسیم جاؤ خیبر صاحب کو بلالاو۔۔" وسیم بھیگا چہرہ بند دماغ سا دوڑتے خیبر کے گھر کے جانب دوڑا

'اماں۔۔۔بس۔۔۔"ایک دوسرے کے کندھوں پر سر رکھے رونا جاری تھا

"سب ختم ہو گیا۔۔ زیادتی ہو گئی ہے زونیشہ حیدر انھیں اپنے ساتھ لے گیا۔۔" وہ بے ربط جملے بولے جا رہی تھی غم الفاظوں پر بھاری ہونے لگا تھا

چند لمحوں ہی میں وسیم خالدہ خیبر ہر براتے گھر میں داخل ہوئے۔۔ خالدہ زمین پر بیٹھی زوبیہ وزونیشہ کے قریب ہوئی جبکہ خیبر ابراھیم صدیقی کو دیکھ وسیم کے کندھے پر سر ٹکا گئے۔۔

دوسروں تک اطلاع پہنچاتے میت کے باقی اعمال کو مکمل کیا گیا۔۔

ماہا اپنی والدہ کے ساتھ عیادت کو آئی تھی احان بلکل ساتھ تھا وہ باہر رکا جبکہ ماہا اندر کو داخل ہوئی

برآمدے میں رکھی میت کے اطراف میں بیٹھے تسبیح کرتے لوگ موجود تھے ایک جانب روتے نڈھال ہوئی زوبیہ بیٹھی تھی جسے آس پاس کی عورتیں تسلی دینے میں محو تھیں۔۔ماہا زوبیہ سے ملتے ابرھیم صدیقی کے میت کے ساتھ بیٹھے زونیشہ کے قریب ہوئی جو بند آنکھیں کیے چہرہ میت سے ٹکائے بیٹھی تھی

"زونیشہ۔۔"۔ماہا کی آواز پر آنکھیں کھولے اسے دیکھا

سرخ آنکھیں، اترا چہرہ،افسردہ ہیبت وہ ماہا کے سینے سے لگے پھر رونے لگی۔۔ہم نے بچپن سے سنا ہے کہ ماں کے مر جانے پر گھر ویران ہو جاتا ہے لیکن باپ کے مر جانے پر گھر کے افراد ہی ویران اور خالی ہاتھ ہو جاتے ہیں۔۔

لمحوں بعد ہی جنازے کے لے جانے کا وقت ہوا وسیم اور خیبر صاحب سمیت چند اور لوگ گھر میں داخل ہوئے۔۔

آخری دیدار کے بعد ہمیشہ کے لیے زونیشہ کے سر سے شفقت کا سایہ اٹھائے لوگ کندھا دیے میت لے جانے لگے۔۔

رات سے دو پہر خود کو سنبھالنے ہی میں نکلی تھی خالدہ وسیم اور خیبر کے علاوہ سب وہاں سے جا چکے تھے خیبر بھی اس بار تھکے سے صبر کی تسلی دیے گھر کو لوٹ گئے زندگی میں دوست کی میت کو کندھا دینے سے بڑا بوجھ کوئی نہیں ہوتا ان پر بھی قریبی ساتھ کے موت کا دکھ واضح تھا۔۔

دن چڑھتے اترتے گئے۔۔ایک بار پھر زونیشہ نے اپنی زندگی کو نارمل لیتے پڑھائی کا آغاز کیا۔۔وہ خواب اب گویا ابرہیم صدیقی کی وصیت بن چکا۔۔۔ماں باپ کے مرنے پر زندگی گزارنی آجاتی ہے لیکن نارمل ہو کر گزر نہیں سکتی۔۔

یونیورسٹی کی کلاس سے فارغ ہوتے وہ دونوں باہر کی جانب چلنے لگے۔۔

"زونیشہ۔۔"ماہا نے یکدم رکے پکارا

"ہمم"۔۔ مسکرانا گویا زونیشہ کی شخصیت سے کوسوں دور جا چکا تھا

"احان تم سے ملنا چاہتا ہے"جملہ زونیشہ کو لاجواب کر گیا وہ چاہ کر بھی سوال نا کر پائی

"یونیورسٹی کے باہر ہی ہے لیکن وہ ہمارا کزن ہے اسلیے ہم تمھیں فورس نہیں کرینگے تم چاہو تو مل سکتی ہوں وہ تم سے کچھ بات کرنا چاہتا ہے"۔۔زونیشہ کے چہرے پر ابھرتے سوالوں کو دیکھ کہا

زونیشہ کی نظر باہر نکلتے احان پر پڑی وہ ہمیشہ کی طرح اسی بینچ پر بیٹھا تھا۔۔۔

زونیشہ نے ایک نظر ماہا کو دیکھے چند لمحے رکتے قدم اس جانب کیے۔۔اسے خود کی جانب بڑھتا دیکھ احان یکدم کھڑا ہوا۔۔ماہا اب وہاں سے جا چکی تھی

"السلام علیکم۔۔"قریب آتے رسما سلام

"وعلیکم السلام۔۔"زونیشہ جواب دیتے بیٹھ چکی تھی

"کیسی ہیں آپ؟؟"بات آگے بڑھی

"ٹھیک۔۔"لفظی جواب۔۔

"اور آنٹی؟"۔۔

"وہ بھی ٹھیک ہیں"۔۔

"میں جانتا ہوں آپکا دکھ بہت بڑا ہے میرے لفظ یا باتیں انکا مرہم نہیں بن سکتی۔۔" کچھ لمحے رک کے بات آگے بڑھی

"دل کے قریب لوگوں کی جانے کا نقصان لفظوں کی تسلیوں سے بھر بھی نہیں سکتا اور ویسے جو زخم پہلے بھی مل چکے ہوں ان پر صبر کرنا آسان ہو جاتا ہے"۔۔بے تاثر چہرہ احان کا دل نرم کرنے لگا

وہ زندگی میں پہلی بار نروس ہوا تھا لمحے خاموش رہے وہ بغیر اس جانب دیکھے گویا ہوا۔۔

"میرے ساتھ زندگی گزارنا پسند کرینگی ؟؟۔۔"ایک جملہ زونیشہ کو ساکت کر گیا وہ بے حس و حرکت اسے منٹوں ایک کی نظر سے تکتی رہی زونیشہ کو چلتی دنیا، گزرتی گاڑیوں کے باجود اسے اپنے ارد گرد سب کچھ لمحے کو رکتا محسوس ہوا۔۔

"میں جانتا ہوں یہ بہت ڈائریکٹ بات ہے کرنے کو لیکن میں تمہیدیں باندھے کا عادی نہیں ہوں جو بات سیدھے لفظوں اور آسان طریقے سے ہو سکے وہی اپنانا میرا اشعار ہے"۔۔

"میں نہیں جانتا زونیشہ یہ سب اتنے اچانک آپ سے کیوں کہہ رہا ہوں لیکن اتنا جانتا ہوں آپ میری سوچ کا ایک قیمتی اور اہم حصہ بن چکی ہے میری مستقبل کی ہر سوچ اب آپ کے

وجود سے آکر جڑنے لگی ہے"۔۔وہ کہتے جارہا تھا اور زونیشہ پتھر سی مورت بنے اسے سنے میں محو تھی

"میں آپکو اس طرح نہیں دیکھ پارہا۔۔یہ اداسی یہ سب کچھ جو آپکے ساتھ ہوا یہ سب میں انھیں بہتر کرنا چاہتا ہو اس لیے میں چاہتا ہوں کہ آپ شادی کر لیں مجھ سے۔۔"زونیشہ احان کی بات سنتے بغیر لفظی جواب دیے وہاں سے نکل پڑی۔۔

اسے انداز و بات بری لگ جانے کے خوف میں احان اسے پکار تک نا سکا وہ اسے بس جاتا دیکھ رہا تھا زندگی میں پہلی بار اسے اپنے اس بے ساختہ بات کر دینے پر رنج و افسوس ہونے لگا۔۔

زونیشہ گھر لوٹتے ہی سامان ایک جانب کیے زوبیہ کے کمرے کی اور ہوئی۔۔

وہ جائے نماز پر بیٹھی دعا میں مشغول تھی۔۔زونیشہ نے بیٹھے سر انکے گود میں رکھا لمبی تیز چلتی سانسیں زوبیہ پر پریشانی کی لہر لائی۔۔

"زونی کیا ہوا جان؟؟"ہاتھ چہرے پر پھیرتے کہا

"زونیشہ بیٹے کیا ہوا ہے؟؟"۔۔چہرہ ہاتھ میں لیا اب وہ پریشان ہونے لگی زونیشہ نے بیٹھے زوبیہ کی آنکھوں میں دیکھا۔۔

کچھ ہوا ہے؟"۔۔

"کیا میرے دکھ اور غم میرے چہرے پر اتنے واضح ہے کہ لوگوں کو مجھ پر ترس ورحم آنے لگے؟۔۔"زونیشہ کا سوال زوبیہ سمجھ نا سکی

"زونیشہ۔۔"

"کیا میں اتنی بے بس نظر آنے لگی ہوں کہ مجھے آسانی سے پڑھا جا سکے؟؟ مجھ پر احسان کیا جا سکے؟؟"آنسو جھلکنے لگے

"نہیں میری جان"۔۔

"تو پھر احان کیسے کہہ سکتا ہے میں اداس ہوں وہ مجھے کیسے کہہ سکتے ہیں کہ وہ ان سب سے مجھے نکال لینا چاہتے جو وہ جانتے بھی نہیں ہے۔۔میں کس چیز کس احساس سے سفر کر رہی ہوں کہ کوئی نہیں جانتا تو پھر؟؟"لاچار لہجہ

"احان؟؟ کیا کہا ہے اس نے زونی تسلی سے بتاؤ ہوا کیا ہے"۔۔زوبیہ آنسو صاف کیے اس کا ماتھا چومے کہنے لگی

"وہ کہتا ہے میں اس سے شادی کرلو تو وہ مجھے ان سب سے نکال لے گا۔۔وہ کیسے نکال سکتا ہے ؟۔۔ماں باپ کو کھودینا کادکھ اور زخم صرف مووا ون کر جانے سے نہیں بھڑ سکتا۔۔"آنسو اب تیزی سے گرنے لگے

"کیا اس نے تم سے شادی کرنے کو کہا؟؟"

"جی۔۔میری بے بسی پر اسے رحم آگیا شاید"۔۔معنی خیز مسکراہٹ

"زونیشہ کیا معلوم وہ سچ میں تمھیں لے کر۔۔"بات کاٹی گئ

"بالکل نہیں۔۔وہ ہمدرد ہے میرا۔۔لیکن ہمدردی کے پردے میں وہ خود کے ساتھ بہت بڑا ظلم کرنا چاہ رہا ہے۔۔میں اپنے غموں کا اندھیرا اس کی روشن زندگی پر حاوی نہیں کر سکتی۔۔"

"اچھا ٹھیک ہے۔۔تم ریلیکس ہو جاؤ ہم بعد میں بات کر لینگے جاؤ آرام کرو۔۔"وہ اس کے چہرے پر ابھرتی پریشانی کو دیکھ موضوع بدلنے لگی۔۔۔

کمرے میں آتے گھنٹہ دو گھنٹے بعد وہ پھر زوبیہ کے پاس تھی۔۔برآمدے میں لگی چارپائی پر زوبیہ بیٹھے چاول چننے میں مصروف تھی جبکہ پاس زونیشہ آسمان کو تکتے سوچوں کی وادی میں گم سی لیٹی تھی۔۔فون کی گھنٹی پر وہ ہوش کی دنیا میں لوٹی۔۔

"ہاں بولو ماہا۔۔"فون کان سے لگا یا

"ہاں بالکل ٹھیک ہوں مجھے کیا ہونا ہے"۔۔ مسکراتے جواب

"کس لیے ؟"۔۔مقابل کی اگلی بات چہرے سے مسکان غائب کر گئی وہ اٹھتے کمرے میں آئی۔۔

"میں اس موضوع پر ابھی بات کرنا نہیں چاہتی۔۔ تسلی کے لیے تم اسے بتادینا میں ٹھیک ہوں۔۔ صبح ملتی ہوں۔۔خداحافظ۔۔"زونیشہ بات مکمل کرتے پھر زوبیہ کے پاس آئی۔۔لیٹے اس طرح باتوں میں آدھی رات گزر گئی پھر دونوں کی سونے کی غرض سے کمرے کی اور ہوئے۔۔

Clubb of Quality Content

مزید ہفتہ اسی طرح گزرتا گیا ماہا اور زونیشہ کے درمیان احان کو لیے ہلکی گفتگو جاری رہی۔۔

دن چڑھتے وہ لائبریری میں موجود تھی۔۔کتابوں کی لین دین کی تقسیم کے دوران اس کی نظر خود کی جانب اٹھتی نظروں کی تپش کی جانب ہوئی۔۔وہ احان جبیل تھا ریسپشن ٹیبل کے بالکل سامنے کرسی پر بیٹھا۔۔

اس کے ہاتھ ٹیبل پر رکھے ایک پرچے پر کچھ لکھنے میں مصروف تھے جبکہ نظروں کا رجحان کبھی زونیشہ کی جانب ہوتا تو کبھی پرچے کی جانب۔۔۔اسے اپنی جانب آتا دیکھ دھڑکنیں تیز ہونے لگی۔۔احان نے وہ پیپر وہاں رکھتے پاس رکھی کتاب اٹھائے پھر اپنی جگہ پر آ بیٹھا۔۔جانے پر پیپر پڑھا۔۔

Can I have ten minutes of your precious time?Maybe it will make my life precious!!

زونیشہ بغیر ردعمل کہ اس پرچے کو سائڈ پر رکھتے اپنے کام میں مصروف رہی۔۔وہ گھنٹے بعد گھر جانے کی غرض سے نکلنے لگی۔۔۔اس نے احان کو بنے دیکھے قدم باہر کی جانب کیے۔۔

احان دوڑتے اسکے پیچھے ہوا۔۔

"زونیشہ۔۔"پکار پر رکی۔۔

"میں آپکا وقت ضایع کرنا نہیں چاہتا میں نے آپ سے جو بات کی تھی اس کو لے کر میں سیریس ہوں۔۔"

Clubb of Quality Content

"میں کوئی آپ کے ساتھ فلرٹ یا گیم کھیلنے کے لیے سب کچھ نہیں کر رہا۔۔آپ کوئی فیصلہ تو کریں آپ کا ہر فیصلہ مجھے قبول ہے چاہے وہ میرے حق میں ہو یا نا ہو"اس آخری جملے پر وہ مڑی۔۔

"میرا فیصلہ نا ہے"۔۔مڑتے سینے پر ہاتھ باندھے۔۔

"کیوں؟"۔۔

"یہ بات تو نہیں کی تھی کہ مجھے اپنے فیصلے کی وضاحت دینی پڑے"۔۔

"میں وضاحت نہیں صرف وجہ جاننا چاہتا ہوں"۔۔پیشانی پر بل پڑے۔۔

"وجوہات کی ایک لمبی لسٹ ہے"۔۔

"کیا ہم بیٹھ کر بات کر سکتے ہیں؟؟"وہ لاجواب تھا کچھ لمحوں بعد الفاظ ادا ہوئے۔۔

"ٹھیک ہے آدھا گھنٹہ میں دیتی ہوں اور دس منٹ آپکے مانگے ہوئے۔۔چالیس منٹ ہے بیٹھ کر بات کرنے کو"ہاتھ میں پہنی گھڑی کو ذرا ٹھیک کیا۔۔

لائبریری کے پاس ہی بنے کافی شاپ کے باہر لگے ایک ٹیبل کرسی پر وہ بیٹھ گئے۔۔

"میں کوئی ایک وجہ جان سکتا ہوں" اوڑ دیتے ہی احان نے بات کرنا شروع کی۔۔

"پہلے کیا میں آپ سے کوئی ایک وجہ جان سکتی ہوں کہ آپ یہ کیوں چاہتے ہیں؟؟" جواب کے بدلے سوال

"میں آپ میں انٹرسٹڈ ہوں۔۔ میری مستقبل کو لے کر ہر سوچ آپ سے شروع ہو کر اب آپ پر ختم ہوتی ہے" احان دونوں ہر ٹیبل پر رکھتے ذرا جھکا

"بس۔۔۔ کیسے کسی میں انٹرسٹ ہونا یہ ثابت کر سکتا ہے کہ وہ زندگی بسر کرنے کے لیے بہتر ہے؟؟؟

"آپ کا مجھے ان چند مہینوں میں جاننا صرف وہ ہے جو آپ نے دیکھا ہے۔۔ لیکن جو آپ سے چھپا ہے جانے بغیر آپ یہ کیسے فیصلہ کر سکتے ہیں؟؟""""

"احان آپ میری زندگی کا دس پرسنٹ جان کر اتنی بڑی بات کیسے کر سکتے ہیں کہ آپ مجھے سب سے نکال لیں گے؟؟"

"زونیشہ میں ان سوالات کے جواب نہیں جانتا میں اتنا جانتا ہوں کہ میں آپ سے محبت کرتا ہوں۔۔ میں"

"آپ ہمدردی کرتے ہیں۔۔ محبت نہیں۔۔آپ وجہ جاننے چاہتے ہیں تو وجہ یہ ہے کہ آپ اپنی زندگی کو لے کر اپنے بارے میں سوچ رہے ہیں۔۔اپنے خواب کو پورا کرنے کے بارے میں۔۔ لیکن میری زندگی میں خود کے لیے سوچنے سے پہلے بہت کچھ ہے۔۔پورا کرنے کے لیے خواب و وصیت ہے۔۔۔"

اسی دوران ٹیبل پر دو کپ رکھے گئے کافی کا ایک کپ احان کے سامنے رکھا تھا جبکہ زونیشہ کے ہاتھ چائے کے کپ پر ٹکے۔۔

"اگر میں آپکے ان خواب کے درمیان نہیں آتا لیکن صرف جاننے کے لیے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کیا آپ میری محبت پر یقین کرتی ہیں؟؟"احان نے سیکنڈوں کے لیے کپ کو گھورتے کہا

"مجھے نہیں لگتا صرف چند مہینوں میں جانے والے انسان سے آپ کو محبت ہو سکتی ہے لیکن۔۔"

"ہو سکتی ہے محبت تو چند دنوں چند گھنٹوں میں انسان کو ہو جاتی ہے" بات کاٹتے کہا

"اگر ایسا ہے تو بالکل میں آپکی محبت کا یقین کر سکتی ہو۔۔"

"تو کیا یہ وجہ کافی نہیں ہے کہ میں آپ سے محبت کرتا ہوں سچی محبت"۔۔

"میں صرف محبت کا دعوی دار شخص نہیں چاہتی؟؟"چائے کا گھونٹ حلق میں اتارا

تو پھر کیسا مرد چاہیے"۔۔کپ سائڈ کیا

"جو عمر بھر کے وفاداری کا وعدہ دے"آنکھوں میں آنکھیں گاڑے چہرے پر ہلکی مسکان ابھری

"جو محبت کرتا ہے وہ وفا بھی کرتا ہے"بے چین آنکھوں سے وضاحت دی

"نہیں!!!جو وفا کرتا ہے وہ حقیقی محبت کرتا ہے ورنہ صرف محبت کرنے والے اکثر بے وفا ہو جاتے ہیں"۔۔جوابدہ ہوتے مقابل کو لاجواب کیا

"اور وفادار شخص کی نشانی کیا ہے؟؟"وہ انٹسرٹ لینے گا

"جو صرف حاصل کر لینے کی چاہ نہیں رکھتا وہ آپکو کماتا ہے قسمت سے، صبر و انتظار کے سفر سے گزارتی زندگی سے، نصیبوں کے لکھنے والے سے۔۔"

"وفادار وہ ہوتا جو کبھی بھی لفظی محبت کے گن گا کر آپ کو ذہنی مریض نہیں بناتا بلکہ آپ کے احساسات و جذبات کو سمجھتے آپ کو اپنا بنانے کی کوشش کرتا ہے۔۔"

"زونیشہ میں آپکے لیے یہ سب کرنے کو تیار ہوں۔۔ میں آپکو خوشیاں دینا چاہتا ہوں۔۔۔"

"نہیں کر پائیں گے آپ مجھے خوش۔۔ جتنی بے رخی زندگی نے مجھے دکھائی ہے آپ زندگی لگا کر بھی مجھے خوش نہیں کر پائیں گے۔۔۔ میں ایک زخمی روح ہوں۔۔ آپ بہت بہتر ڈیزرو کرتے ہیں۔۔۔" اس کا لہجہ ترخ ہوا

"لیکن میں ان زخموں کو بھرنا چاہتا ہوں۔۔" کافی کا اٹھتا دھواں تھم چکا تھا

"کیوں؟؟ کس لیے؟؟ میری زندگی کے بجھے دیوں کو آپ روشن کیوں کریں گے کیا چاہتے ہیں ساری زندگی میں آپ کے احسان تلے گزارتی رہوں۔۔"

"زونیشہ۔۔"

"احان پلیز۔۔ آپ کے لیے آپ کی اپنی زندگی پہلے ہے۔۔ لیکن میرے لیے پریوریٹیز کچھ اور ہے۔۔ ذمہ داریاں ہیں کچھ وعدے ہیں۔۔"

"آپ مجھ سے اتنی بے رخی کیوں کر رہی ہیں۔۔میں خود سے زیادہ آپ کے بارے میں سوچ رہا ہوں لیکن آپ۔"۔وہ جیسے بے زار ہوا ہوا

"تو مت سوچیں۔۔آپ میرے ہمدرد اور خیر خواہ ہیں اور اس بات کے لیے میں آپ کا بہت احترام کرتی ہوں۔۔لیکن اپنی اس زبردستی کی محبت کو مجھ پر تھوپنے کی کوشش مت کریں۔۔۔"

"زونیشہ۔۔۔میرا مطلب۔۔"

"آپ کا مطلب جو بھی ہے۔۔آپ نے اپنی خواہش ظاہر کیا میں نے اپنا فیصلہ۔۔اگر آپ میری سچویشن سمجھ سکیں تو میرے اس فیصلے کو جتنا جلدی قبول کریں آپ کے لیے اتنا اچھا ہے۔۔"کہتے زونیشہ وہاں سے اٹھنے لگی۔۔

"میں۔۔"

"آپ جواب چاہتے تھے میں جواب دے چکی ہوں میں مزید کچھ بات کرنا نہیں چاہتی۔۔آپ کو دیے گئے چالیس منٹ کا وقت بھی پورا ہو چکا ہے۔۔"

"میں آپ کو ڈراپ کر سکتا ہوں۔۔"وہ اٹھنے لگا

"نہیں بہت شکریہ۔۔۔میں ایک عام سی زندگی گزارنے والی لڑکی ہوں لوگوں کے یہ چھوٹے چھوٹے احسان مجھے ان کے سامنے شرمندہ کرنے لگتے ہیں بہت شکریہ" کہتے وہاں سے جانے لگی اگر یہ ان کی کہانی کا اختتام تھا تو یہ بہتر نا تھا۔۔احان اس چائے کے بچے آدھے کپ کو دیکھتا تو کبھی سامنے لگی اس خالی کرسی کو۔۔۔

زونیشہ گھر لوٹے پہلے خیبر صاحب کے گھر کی طرف بڑھی۔۔

"ارے زونیشہ بڑے دن بعد آئی ہوں آو آؤ" دروازہ کھولے خالدہ اسے اندر تک لے گئی اسے دیکھ خیبر بھی حیران ہوتے مسکرائے خالدہ اب وہاں سے جا چکی تھی جب کے زونیشہ خیبر صاحب کے قریب زمین پر بیٹھتے انھیں خطاطی کرتے دیکھنے لگی

"اور بتاو۔۔رنگ دوں یا قلم؟؟" انھوں نے خطاطی کا ایک بورڈ نما اسکی جانب کرتے کہا

"کچھ نہیں اس کا ذوق وشوق اب رہا نہیں مجھے" ہاتھ سے لیتے سائڈ رکھا

"زندگی جیسی بھی گزرے اپنے کچھ دلی شوق زندہ رکھنے چاہیے روح کو تروتازہ رکھتے ہیں"

"ہمم یہ بہت خوبصورت لگ رہا ہے" اس نے خطاطی پر گہری نگاہ ڈالی

Clubb of Quality Content

"یہ تو خوبصورت ہے لیکن تم بجھی بجھی سی کیوں ہوں؟؟"ایک رنگ دوسرے میں ملاتے ایک نظر اس پر کی۔۔

"کوئی آپ سے مخلص ہو آپکا بھلا چاہے اور پھر بھی آپ اس کا دل بے دردی سے توڑ دیں تو وجود کا بجھنا بنتا ہے"۔۔

"کس کی محبت ٹھکرائی ہے؟؟"وہ سوال یکدم کرتے زونیشہ کو لاجواب کر گیے۔۔

"بولو؟؟"اسکے کافی دیر خاموش رہنے پر خیبر بولے

"آپ ہمیشہ کیسے بنا کچھ کہے سب جان لیتے ہیں۔۔ خیر کیسے اس بات کی وضاحت ہو کہ یہ محبت ہے محض وقت گزاری یا دل دلگی نہیں"۔۔زونیشہ نے جواب کے بجائے سوال کیا۔۔

"جب آپ ناچاہ کر بھی اس انسان کے طرف دار ہونے لگے،اسکے فعل و قول میں آپکے لیے عزت ہو۔۔"

"لیکن خیبر صاحب میں اپنی وفا کے لیے ابا کے ساتھ بے وفائی نہیں کر سکتی۔۔میرے وجود پر ابا کے خواب حیدر کے فیصلے اور اماں کی خواہشات کا بوجھ ہے میں اپنے لیے سوچ کر ان سے منحرف نہیں ہو سکتی"۔۔

"منحرف نا ہو لیکن ان کے ساتھ اپنے لیے سوچنا اب ضروری ہے تمھارے لیے۔۔اسے نظرانداز مت کرو" وہ مکمل اس کی جانب متوجہ تھے۔۔

"میں تمہیں تفصیل نہیں پوچھوں گا کون ہے کیا ہے؟اور نا میں آج تمھیں اس سے نکلنے کا مشورہ دونگا زندگی کی ہر جنگ میں تمہارے ساتھ ہمیشہ ہوں لیکن تمہاری دلی جنگ کا فیصلہ تمھیں خود کرنا چاہیے۔۔سوچو غور کرو پھر کوئی فیصلہ لو"

"اب آپ بھی ایسا کریں گے" چہرہ اترا

"دوسروں سے مشورے لیے جاتے ہیں زونیشہ۔۔لوگوں سے بس مشورے لیا کرو انہیں خود کے لیے فیصلے کرنے کا حق مت دیا کرو۔۔"

"ہمم۔۔۔" حامی بھرتے گردن ہلائی

"اور باقی پڑھائی کیسی جا رہی ہے؟؟" موضوع تبدیل ہوا

"بہترین آپ بس دعا کریں سب ایسے ہی چلیں" وہ مسکرائی

"اور یہ وسیم میاں کہاں ہیں آج کل نظر نہیں آتے"۔۔

"وسیم کی اب سرکاری نوکری لگ گئی ہے لیکن سفر دور ہے اس لیے وہ وہیں رہتا ہے مہینے میں ایک بار چکر لگاتا ہے اس بار آئے گا تو آپ کی طرف ضرور بھیجوں گی" وہ خیبر صاحب کو رنگ بھرتے دیکھتے جوابدہ ہوئی

"میں چلتی ہوں اماں انتظار کر رہی ہوں گی" وہ اپنی چیزیں سمیٹے اٹھی۔۔

"خوش رہو۔۔" سر پر ہاتھ رکھے اس دعا دی۔۔۔ گھر کوٹنے پر زوبیہ کو نماز میں مشغول دیکھ وہ تیزی سے اپنے کمرے کی جانب ہوئی۔۔

بیگ اور دوپٹہ پلنگ پر پھینکتے وہ ٹہلتے بڑھتی سانسوں کو سینے پر ہاتھ رکھے کنٹرول کرنے لگی۔۔

آنسو بہنے لگے تھے۔۔۔ وہ گھنٹہ ریلیکس ہوتے ہی زوبیہ کے کمرے میں آئی

"تم کب آئی ہو؟؟"۔۔اس کے کمرے میں آتے ہی زوبیہ سکھ کا سانس لیتے اسے گلے لگا گئی

"کافی دیر ہو گئی"۔۔زونیشہ نے ماں کا ماتھا چوما

"میں تو پریشان ہی ہو گئی۔۔ابھی ماہا کو کال کر کے پوچھا میں نے"۔۔

"تھوڑا تھک گئی تھی میں نے سوچا آرام کر لو۔۔"صوفے پر بیٹھ کے سر پیچھے کو ٹکا گئی

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"زونیشہ۔۔"

"ہمم" آنکھیں بند کیے جواب

"تم روئی ہو؟؟"

اس کے خاموشی زوبیہ کا سوال یقین میں بدل گئی

"کیا ہوا زونیشہ؟؟" زوبیہ اس کے چہرے پر ہاتھ پھیرنے لگی

"کچھ نہیں ہوا۔۔۔ آپ بس دعا کریں میں جس چیز کے لیے آج تک قربانیاں دے رہی ہوں۔۔ وہ مجھے مل جائے۔۔"

دبی سے آواز متبسم چہرہ

"آمین۔۔"

دروازے پر دستک سنی زوبیہ اس جانب ہوئی

"ماہا بیٹے تم۔۔ آجاو"

آنٹی زونیشہ؟؟ کیا ہوا کہاں ہے؟؟" پیشانی پر بل پڑے تھے

"اندر ہے وہ آتے سیدھا کمرے میں چلی گئی تھی مجھے اس کے آنے کا پتہ نہیں لگا اور اس لیے تمھیں فون ملانا پڑ گیا"۔۔زوبیہ کی بات سن ماہا کی سانس بحال ہوئی

"اُفف خدا اشکر ہے ہم تو گھبرا ہی گئے تھے۔۔کہاں ہے وہ ہماری کال کیوں نہیں اٹھا رہی؟؟" کہتے قدم اندر کی جانب کیے۔۔

"ہماری جان نکال کر خود یہاں آرام کر رہی ہو" ماہا کی آواز پر زونیشہ نے یک دم آنکھیں کھولیں۔۔

"ماہا تم یہاں"۔۔حیرت

"تم پہنچی ہی نہیں تھی تو میں نے اسے کال ملا دی تھی" کمرے میں اتے زوبیہ نے کہا

"اماں آپ بھی۔۔سوری تم پریشان ہوئی ہو گی یقیناً آؤ بیٹھو"۔۔زوبیہ سے کہتے ہیں وہ ماہا کی جانب مڑی

"ظاہر ہے۔۔میری تو جان ہی نکل گئی سن کر کہ تم اب تک نہیں لوٹی ہو۔۔" ماہا نے کہتے صوفے پر سامان رکھے بیٹھی

"میں کچھ کھانے کو لاتی ہوں" زوبیہ مسکراتے کمرے سے نکلی

"تم ٹھیک ہو زونیشہ ؟؟"اترا چہرہ دیکھ سوال کیا

"ہاں ٹھیک ہو"۔۔

"تو پھر یہ آنکھیں رو کر سوج کیوں گئی ہیں"۔۔اس کی آنکھوں پر ہاتھ پھیرا۔۔

ویسے ہی ہو رہی ہے مجھے کیا دکھ ہے جن پر رونا ہے"وہ مسکرائی

"اگر اس کی وجہ احان ہے تو ہم تم سے معافی مانگتے ہیں۔۔"وہ جھکے چہرہ کے ساتھ گویا ہوئی

"ہم نہیں جانتے تھے کہ وہ تمھارے دکھ اور رونے میں اضافی کی وجہ بنے گا"۔۔

"نہیں ایسا کچھ نہیں۔۔"

"تو پھر کیا ہے تم کلیر کرو گھٹ گھٹ کر جینے سے کیا ملے گا؟؟"وہ زرا اسے کے قریب ہوئی

"جانتی ہو فرعونیت کے اس دور میں یہاں ہر شخص نمرود بنا بیٹھا ہے خود کو خدا سمجھتے

دوسروں پر حکمرانی کے خواب دیکھتا ہے۔۔"

"ہم سمجھے نہیں"۔۔

"میں اس کے احساسات سمجھے بغیر اس پر بس اپنا حکم ڈال کر آگئی ہوں"۔۔شر مسار لہجہ

"تمھیں اسکے لیے برا لگ رہا ہے"۔۔

"شاید"۔۔

"زونی تم اس سے واضح بات کر لو۔۔وہ صاف گوئی زیادہ پسند کرتا ہے تمھاری بات سمجھ لے گا لیکن اس طرح بات کرنے سے کہ دونوں کے درمیان سوالوں کا محل کھڑا ہو دونوں کو بے سکون رکھے گا"۔۔

"ماما بالکل ٹھیک کہہ رہی ہے۔۔"زوبیہ نے کھانے کی ٹرے رکھتے کہا۔۔دونوں ہی یکدم ہڑبڑائے۔۔

"بعض باتیں وضاحت سے ہو جا ناذہنی سکون برقرار رکھتا ہے"۔۔

"میں اسے وضاحت کیوں دوں؟کیوں اسے اپنی کمزوریوں سے آگاہ کرو۔۔؟؟"آواز اونچی ہوئی

"زونیشہ وہ تم سے محبت کرتا تمھاری عزت کرتا ہے اس کی خواہش کو رد کرنے کی وجہ جاننا اسکا حق ہے"۔۔

"محبت کا خزانہ حاصل کرنے کے لیے عزت کی ہی چالیں چلتے ہیں لوگ۔۔عزت دے کر محبت حاصل کر لیتے ہیں اور اس کے بعد عزت کی بھی دھجیاں اڑا دیتے ہیں"۔۔زوبیہ کی بات سن معنی خیزی سے مسکراتے کہا

"لیکن ہر کوئی ایسا نہیں ہوتا۔۔"ماہا نے بات کے ختم پر کہا

"بالکل لیکن زیادہ تر ایسا ہی ہوتا ہے"۔۔منفعت اسکے وجود پر حاوی تھی

"ایک بار ہمارے کہنے اپنے لیے تم اس سے مل کر اپنے فیصلے کی وضاحت کر لو"۔۔ماہا کی بات مکمل ہونے پر کمرے میں کچھ لمحے خاموشی برقرار تھی زونیشہ کبھی زوبیہ کا چہرہ دیکھتی تو کبھی ماہا کی جانب نگاہ کرتی۔۔

"ٹھیک ہے اگر کل یونی سے واپسی میں ہو سکا تو میں مل لونگی" کہتے کھانے کی ٹرے قریب کی۔۔مسکراتے ادھر ادھر کی باتیں کرتے وہ کھانے میں مصروف ہوئے۔۔

رات سے صبح کا ہوتے زونیشہ یونیورسٹی کے لیے نکلی۔۔۔پڑھائی سے فارغ ہوتے ہی ماہا اسے احان کے آنے کی اطلاع دے چکی تھی۔۔

Clubb of Quality Content

انتظار بڑھتا جارہا تھا گھڑی چار سے پانچ کا سفر طے کر چکی۔۔احان کی نظر یونیورسٹی کے ایکسٹ گیٹ پر ٹکی تھی لڑکیوں کے ہجوم میں سے گزرتی اسکی نظر اپنی منزل پر پڑی۔۔زونیشہ ماہا کے ساتھ چلتے چلتے اس کی گاڑی تک آئی ماہا سے الوداعی کلمات کہتے اسے رخصت کیا۔۔زونیشہ کے قدم اپنی بس کی طرف مڑتے دیکھ احان کو اپنا دل بند ہوتے محسوس ہوا۔۔کچھ لمحوں بعد زونیشہ رکتے مڑی۔۔اس کے قدم خود کی جانب بڑھتے دیکھ ایک پرجوش مسکراہٹ احان کے چہرے پر ابھری۔۔

"بیٹھیں پلیز" احان نے بینچ کی جانب اشارہ دیتے کہا

"تھینکس۔۔کلاس لمبی ہو گئی اس لیے وقت لگ گیا"۔بیٹھتے کتابیں ایک جانب رکھی

"خیر ہے وقت کے لیے شکریہ" احان نے ماحول بہتر کیا

"آپ جو کہنا چاہتے ہیں پلیز جلدی کہے" وہ نظریں ملا نہیں پائی یا شاید ملانا نہیں چاہتی تھی

"میں معافی مانگنا چاہتا ہوں آپ سے۔۔میں جانتا ہوں میرے پچھلی کچھ باتوں سے آپ ہرٹ ہوئی ہیں"

"اٹس اوکے میں انھیں در گزر کر چکی ہوں۔۔اُس بے رخے انداز میں بات کرنے کے لیے آپ مجھے بھی معاف کر دیجیے گا"

"آپ جس انداز میں چاہے مجھ سے بات کر سکتی ہیں جیسے چاہے، جب چاہے، جو چاہے" آنکھیں مکمل دل کا حال بیان کرتی تھی۔۔اسکا مسکراتا چہرہ ہمیشہ ہی زونیشہ کو نرم کر دیتا۔۔

"مطلب لڑکیوں کے اس انداز میں بات کرنے کی آپ کو عادت ہے" سوال جھٹ سے کیا۔۔

"نہیں۔۔یہ صرف آپ کے لیے خاص ہے" وہ مکمل کھل کر مسکرایا تھا

"کیوں؟؟وجہ؟؟"زونیشہ نے چند لمحے رکتے کہا

"آپ مانے یا نہیں۔۔لیکن حقیقت یہی ہے کہ میں آپکی محبت کا دامنگیر ہوں"۔۔احان نے بے ساختہ لمبی سانس لیے جملہ کہتے اسے خاموش کیا تھا

"آسان لفظوں میں عاشق کہہ لیں" دونوں کے درمیان تکلف یکدم کم ہونے لگا

"عشق کی تعریف جانتے بھی ہیں آپ؟؟"وہ ششدر رہ گئی کچھ لمحے رکتے کہا

"احان وہ سوال سمجھ نہیں پایا"۔ یا شاید وہ اس سوال کی توقع نہیں کر رہا تھا

"محبت, عقیدت, احترام, ترجیح, اقتدار سب ویسے تو الگ معنی رکھتے ہیں لیکن جب ان سب باتوں پر آپ کا دل ایک انسان کے لیے متفق ہو جائے تب آپ اسے عشق کہہ سکتے ہیں" وہ لفظ بالفظ آنکھیں مقابل کی آنکھوں میں ڈالتے گویا ہوئی

احان خاموش تھا جیسے جواب کے لیے الفاظ کی تلاش میں ہو

"اور ہمارے تعلق میں ایسا کوئی احساس نہیں جس سے آپ عاشق ہونے کا دعوی کریں لہذا محض دل لگی کو آپ عشق سے تشبیہ نہیں دے سکتے"

"کسی کا پسند آ جانا یا دل لگی ہونا یہ عام بات ہے کسی سے بھی ہو سکتی ہے لیکن عشق یہ عام احساس نہیں ہے" زونیشہ احان کے تاثرات دیکھ رکی۔۔

"مجھے معاف کر دیجیے گا میں آپ کے احساسات کو ٹھیس نہیں پہنچانا چاہتی لیکن جھوٹی تسلیاں سے سچائی سہہ لینا زیادہ بہتر ہوتا ہے"

وہ اب اپنی کتابیں سمیٹ چکی تھی۔۔ زونیشہ نے نظریں اٹھاتے احان کو دیکھا۔۔ وہ باخور نظر سے اسے تکنے میں محو تھا۔۔

"تو کیا آپ مجھے وقت دے سکتی ہیں" آنکھوں میں آنکھیں ڈالے مکمل اطمنان سے سوال کیا گیا۔۔

"احان۔۔۔کوئی اپنا مستقبل نہیں جانتا میں آپکو کوئی وعدہ نہیں دے سکتی" سادہ لہجہ

"لیکن۔۔" کچھ کہنے کی کوشش ناکام کی گئی

"آپ مرد ہیں اپنی زندگی جب تک اکیلے جینا چاہے اس کے خود مختار لیکن مجھ جیسی مڈل کلاس لڑکی کے پاس اپنے خوابوں کی تکمیل کے لیے یہ چند دو تین سال ہی ہوتے ہیں میں انھیں محض محبت کے دعوے کرنے میں ضایع نہیں کر سکتی۔۔مجھے امید ہے آپ میرا پوائنٹ سمجھیں گے"

احان اسکی بات سن مکمل سنجیدہ ہوا

دونوں کے بیچ مکمل خاموشی کو آتی جاتی ہوا کے بدولت درخت سے گرتے پتوں نے متاثر کیا۔۔

"میں صبر کر سکتا ہوں۔۔"۔احان کا جملہ زونیشہ کو زمین بوس کر رہا تھا۔۔کوئی اس قدر کیسے آپ کے لیے سب کر سکتا ہے۔۔

Clubb of Quality Content

"اور آپ صبر کرنا کیوں چاہتے ہیں؟؟۔۔" بڑی ہمت جمع کر کے سوال کیا تھا

"کیونکہ میں آپ کے خوابوں کی قدر کرتا ہوں میں کبھی نہیں چاہوں گا کہ ان میں رکاوٹ کی وجہ میں بنوں" زونیشہ لاجواب تھی۔۔

"یہ انتظار آپکو کیا فائدہ دے گا؟؟" اب اسکا دل خاصہ نرم پڑ چکا۔۔

"یہ انتظار ہی تو محبت ہے۔۔ میرے لیے آپکی طرف سے دیا گیا قیمتی تحفہ۔۔ جب آپکو بنا جانے آپکے لیے چار گھنٹے رک سکتا ہوں۔۔ تو آپکو اپنا بنانے کے لیے چند سال کیوں نہیں"۔۔ سنجیدہ مزاج مسکراتا چہرہ

زونیشہ کا چہرہ کسی بوجھ کی مانند جھکا۔۔

"امید ہے قسمت ہمیں پھر اس خزاں کے جھڑتے موسم میں بچھڑنے کے لیے نہیں ملوائے گی۔" وہ آس پاس درخت سے گرتے پتوں کو دیکھ مسکرایا تھا

"اور یہ بالکل مت سمجھے گا مجھے آپ کے کسی بات کا برا لگا ہے خیال رکھیئے گا خدا حافظ" احان پلٹا۔۔۔

Clubb of Quality Content!

"اگر اس سفر کا اختتام اور نصیب یہی ہو گا تو آپ عمر بھر یاد رہیں گے۔۔"زونیشہ کے جملے پر احان مسکراتے پھر سے اسے قریب ہوا۔۔۔

"نصیب پر نہیں چھوڑ سکتا آپ کو۔۔نصیب لکھنے والے سے آپکو نصیب بنا کر رہو نگا۔۔اگر مرد اپنی پسندیدہ عورت ہی نا حاصل کر پائے تو ساری عمر وہ سب حاصل کر کے بھی ناکام ہی رہتا ہے۔۔"

وہ گردن موڑے مسکراتے دور جانے لگا

زونیشہ کا دل چاہا کہ اسے روکے لیکن زبان ساتھ نہ دے سکی۔۔وہ اسے خود سے قدم قدم دور جاتا دیکھ رہی تھی۔۔آنسو کسی بدولت جھلکتے ہاتھ میں پکڑی کتاب پر گرا۔۔وہ ہاتھوں میں تھامے اپنے خوابوں کو دیکھ لمبی سانس بڑھتے گھر کی جانب ہوئی۔۔

پورا راستہ زونیشہ کا ذہن و دل احان جبیل کے نام کی تکرار میں لگا تھا۔۔اس نے محبت اور خواب کے بیچ خواب کو چنا تھا۔۔۔کیا خواب دیدہ شخص کو اس قدر بڑی قیمت چکانی پڑتی ہے؟؟اسے ایک بار پھر لگا تھا زندگی صرف قربانی کا نام ہے۔۔نڈھال چہرہ نم آنکھیں وہ اسی حال میں گھر میں داخل ہوئی زوبیہ اس کی طرف بڑھتے اس کے حال کا سوال کر گئی۔۔

"کچھ نہیں بس آج ایک لمبی مدت تک کا الوداع کہہ کر آئی ہوں کسی کو" آنکھیں بند چہرہ کرسی پر بیٹھے پیچھے کو ٹکایا

"تو تم نے اپنے خوابوں کو چنا ہے؟" زوبیہ کی بات پر زونیشہ نے جھٹ آنکھیں کھولی

"خواب کو چننا ضروری تھا میں وقتی دل لگی کے لیے انہیں چھوڑ نہیں کر سکتی یہ میرے بعد بابا جان کا خواب تھا۔۔ خیبر صاحب جیسے محسن کا خواب۔۔ میں اس گھر کا مستقبل نہیں خراب کر سکتی"

"ایک بار تم پھر خود کو چھوڑ کر دوسروں کو چن رہی ہو اور تم اب بھی کیسے کہہ سکتے ہو یہ وقتی دل لگی ہے؟؟"

"دوسرے؟ میں نے آپ کو، خود کو چنا ہے ہمارے مستقبل کو اور آپ کو کیا لگتا ہے اس فریبی دور میں کوئی کسی سے مخلصانہ محبت کر سکتا ہے؟؟ وہ میرا انتظار نہیں کر پائے گا اس کے پاس مجھ سے بہت بہترین آپشن ہیں اور ملیں گے بھی" وہ سیدھے ہوتے جوابدہ ہوئی

"تم اپنے خوابوں کو پورا کرنے کے لیے کس حد تک جا رہی ہو دیکھو کس حد تک قربانیاں دے رہی ہو۔۔ جب کہ تم تو ایک عورت ہو پھر سوچو وہ کس حد تک جائے گا

Clubb of Quality Content

جس کا خواب ہی تمہیں پانا ہو۔۔ شاید مردوں کے پاس بہت سے آپشنز ہوتے ہیں اور انھیں ملتے ہیں لیکن ایک محبت کرنے والا مرد کسی آپشن کا منتظر نہیں ہوتا نا کسی آپشن کی تمنا رکھتا ہے اور جب کہ وہ مرد احان جبیل جیسا ہو۔۔" وہ ہلکا مسکرائی

"خیر میں تمہارے فیصلے میں تمھارا مکمل ساتھ دونگی اگر تم ابھی پڑھائی کی طرف متوجہ رہنا چاہتی ہوں تو بے شک رہو۔۔ لیکن ایک بات یاد رکھنا میں ہوں یا نا ہو زندگی میں جب کبھی خود کے لیے فیصلہ لو تو احان جبیل کا نام سر فہرست رکھنا وہ تمھیں مایوس نہیں کریں گا"

زونیشہ کی آنکھیں نا جانے کیوں بھرنے لگی۔۔

"خوش رہو" زوبیہ نے اسکا ماتھا چومے باورچی خانے کی جانب رخ کیا

کچھ لمحے اسی حالت میں بیٹھے وہ پھر اپنے کمرے میں آئی کمرے میں نیم اندھیرا تھا کمرے کے بیچ و بیچ وہ بیڈ پر سامان رکھے تازہ ہوا کے غرض سے کھڑکی کی طرف آئی لگے پردے ہٹاتے لمبی سانس بھرے آسمان پر ابھرتے ہلکے اندھیرے کو دیکھ پھر سے احان جبیل کے بارے میں سوچنے لگی۔۔

"کیوں لگتا ہے سب کو کہ وہ مجھ سے محبت کرتا ہے جبکہ مجھے یہ محض دل لگی کہ سوا کچھ نہیں لگتا۔۔ کیا بس کسی کے لیے ہمدردانہ احساس رکھنے کا نام محبت ہے جو احان جبیل کو زونیشہ صدیقی سے ہے۔۔ اس کے باپ کے نا ہونے کی ہمدردی، یتیم ہونے کی ہمدردی، چھوٹی سی عمر میں اتنی محنت کرنے کی ہمدردی، زندگی کی جنگیں خود سے لڑنے کی ہمدردی،

ہاں یہ ہے کہ زندگی میں اب تک ملنے والے لوگوں میں وہ ہمیشہ مجھ سے مخلص اور زیادہ ہمدرد رہا ہے لیکن میں اسے محبت یا اس کے بقول خود کا عاشق تو نہیں کہہ سکتی۔۔ میں نے ٹھیک کیا ہے یا غلط اب میں خود اس کے پیچ میں پھنس چکی ہوں کیا میں نے ہمدرد کے روپ میں چھپا عاشق اور محبوب بھی کھو دیا؟؟ کیا مجھے احان کے لیے فیصلہ لینے سے پہلے اس کے بارے میں سوچنا چاہیے تھا؟؟۔۔ لیکن نہیں میں ابھی خود کو کسی اور راستے پر نہیں ڈال سکتی خواب سے موت تک کا سفر حیدر نے طے کیا تھا خواب سے حقیقت کا سفر میں نے طے کرنا ہے اگر اس سفر کے اختتام میں احان جبیل کو میری قسمت ہونا ہو گا تو وہ ان سالوں کے انتظار کے بعد بھی ہو جائے گا میں اپنی زندگی کا مستقبل خدا کے امان میں رکھتی ہوں امید ہے وہ مجھے اس صبر کا اور اس قربانی کا بہترین انعام دے گا"

"زونیشہ۔۔آؤ کھانا لگا دیا"

زوبیہ کی آواز پر وہ پلٹتے کھڑکی بند کیے ان کی جانب بڑھی۔۔

)دونوں کے راستے ایک بار پھر سے علیحدہ ہوئے تھے احان کشمیر واپس کو لوٹ چکا جبکہ زونیشہ کی توجہ کا مکمل مرکز اسکی پڑھائی تھی انکے درمیان رابطے کا تسلسل بھی رفتہ رفتہ ختم ہونے لگا لیکن احان کے بھیجے جانے والے تحائف زونیشہ بغیر کھولے حفاظت سے رکھنے لگی چند سال اسی طرح گزرتے آخری سال کے کچھ آخری دن قریب تھے زونیشہ کی خوشی ساتویں آسمان پر تھی بس چند دنوں میں ہی اسے اس کی قربانیوں کا صلہ ملنا تھا ٹھیک کہا جاتا ہے عورت کے لیے اپنے خواب کو مکمل کرنا بس اس وقت تک مشکل ہے جب وہ اپنے خواب چھوڑے محبت کے خوابوں کو مزین کرنے میں لگ جاتی ہے۔۔ لیکن اگر عورت ان باتوں کو چھوڑ کر اپنے مقصد پر قائم رہے بغیر پروں کے بھی آسمان کو چھو لیتی ہے۔۔(

چار سال۔۔بعد۔۔

یونیورسٹی کے گراؤنڈ فلور پر بنا ہال نما کمرہ لوگوں سے بھرا تھا ایک طرف کرسیوں پر بیٹھے یونیورسٹی کا وہ لاسٹ بینچ موجود تھا جنہیں کچھ دیر میں ہی ڈاکٹرز کے خطاب سے نوازا جانا تھا اسٹیج کا ایک کونا ڈرافیز اور شیٹوں سے سجا تھا جبکہ بیچ میں کرسیوں پر کچھ اساتذہ بیٹھے تھے مائک کے سامنے کھڑا نوجوان ہال میں بیٹھے لوگوں سے ان کا تعارف کر رہا نظر آتا تھا۔۔اگلے کچھ لمحوں ہی میں طالب علموں کا نام پکارا جانے لگا۔۔ایک ایک کرتے کرسیوں سے اٹھتے طالب اسٹیج سے گزرتے اپنی ڈگری موصول کرتے چند جملے کہتے دوسرے جانب سے اترتے جا رہے تھے انہیں بیج ماہا ذوالفقار کا نام بھی اناؤنس ہو چکا۔۔

So Here we announce another name..a topper and a best soul to hold this profession..

"DR zunaisha Ibrahim Siddiqui"

ہال تالیوں سے گونجا تھا۔۔وسیم کی سیٹیوں کی آواز زونیشہ اسٹیج پر چڑھتے سن سکتی تھی۔۔سب سے ہاتھ ملاتے اپنی ڈگری تھامے مائک کے قریب ہوئی

کچھ لمحے ہاتھ میں پکڑی ڈگری کو دیکھے لوگوں کی جانب نگاہ کی جو ٹکٹکی باندھے اس کے کچھ کہنے کے منتظر تھے

"السلام علیکم ایوری ون۔۔ آج میرے ہاتھ میں صرف ہمارے خواب نہیں ہے بلکہ موت تک انسانیت کی خدمت ہے۔۔ آج اسے تھامے ہوئے میں مکمل طور پر مطمئن ہوں کہ میں نے اپنے اس خواب کی تکمیل کے سفر میں کسی دوسرے راستے کو چنتے ہوئے ناانصافی نہیں کی۔۔۔ شاید جبھی آج میرا دل ودماغ مکمل طور پر اس ڈگری کو تھامے خوش ہے۔۔ آگے بھی امید ہے کہ میں اس کا حق ادا کرنا میں بھی کسی قسم کی ناانصافی نہیں کروں گی۔۔ خدا کے بعد شکریہ ان سب کا جو میرے اس خواب کو پایہ تکمیل تک پہنچانے میں مددگار ہیں میرے ٹیچرز میری ماں اور تمام محسن۔۔۔ تھینک جو سو مچ۔۔"وہ مسکراہٹ لیے اسٹیج سے اترنے لگی ہال تالیوں کی زد میں آیا۔۔اس کے اترتے ہی زوبیہ قریب ہوئی۔۔

مسکراتے بھیگی آنکھیں لیا چہرہ بغل گیر ہوتے ہی آنسو سے بھیگا۔۔وہ سب سے مبارک باد لیتے ہال سے باہر نکلی۔۔اس کی نظر ماما کی تلاش میں تھی۔۔اسی گہما گہمی میں اس کی نظر پیچھے کسی پکارے جانے پر پڑی

"زونیشہ۔۔آواز کے پکار پر پلٹتے وہ ایک دور سی لگاتے اس سے بغل گیر ہوئی۔۔زندگی میں ساتھ رہنے والے دوست کمال ہوتے ہیں لیکن ساتھ خوابوں کی تکمیل کرنے والے دوست لاجواب۔۔

اب زوبیہ ماہا کی والدہ سے ملنے میں محو تھی۔۔آپسی ملاقات کے بعد ماہا نے زونیشہ کا تعارف پاس کھڑی خاتون سے کیا۔۔جو مکمل محبت سے لبریز جذبی لیے اسے تک رہی تھی انکی آنکھوں میں زونیشہ کو اپنے لیے ایک الگ چمک محسوس ہوئی

"زونی یہ احان کی مما۔۔"ماہا نے مکمل تعارف دیتے زونیشہ کو ساکت کیا۔۔وہ انہیں پہچان تو گئی تھی لیکن نظریں کسے بوجھ کی مانند ملا نہیں پائی

رسمی سلام ومبارک کے بعد سیدہ ساجدہ اسکی والدہ سے ملی۔۔

"گھر ضرور آیئے گا"۔زوبیہ نے ان سے رخصت ہوتے وقت کہا

کچھ مزید باتوں کے بعد وہ اپنے گھروں کے جانب روانہ ہوئے۔۔

زونیشہ نے گھر آتے ہی سجے گھر کو دیکھا اسے بتیوں میں لبریز برآمدہ سے خوشیوں کی مہک آنے لگی۔۔زوبیہ کا کھل کھلاتا چہرہ اسے اندر تک سکون دے رہا تھا۔۔لبینہ (وسیم کی بیوی)

نے آگے بڑھتے اسے پھولوں کا ہار پہنایا مبارک باد دیتے چہکتے مسکراتے چہرے اور باتوں کے بعد زونیشہ آرام کے غرض سے اپنے کمرے کی جانب ہوئی۔۔رونے دھونے میتوں کو کاندھا دینے کے بعد آج سالوں بعد کوئی خوشی ابراھیم صدیقی کے گھر کو آئی تھی۔۔

کمرے میں آتے ہی سامان ایک بیڈ پر رکھتے اس نے قدم الماری کی طرف بڑھائے ایک ڈراز کھولیں وہ مسکرائی تھی۔۔وہ احان کے تحفوں سے بڑھی تھی

چند تحفے اوپر نیچے کرتے اس نے ایک تصویر نکالی۔۔احان جبیل کی تصویر۔۔وہ کسی احساس کے زیر اثر بس مسکراتی جارہی تھی۔۔وہ کبھی اس شخص کو نا بھولی تھی لیکن اُس عورت کے چہرے کی مسکراہٹ بتاتی تھی کہ احان جبیل بھی اسے نہیں بھولا۔۔

چند لمحے رکتے تصویر دوبارہ رکھتے وہ زوبیہ کے کمرے کی جناب بڑھی۔۔

آنسو لیے زوبیہ کمرے پر بیڈ پر بیٹھی تھی لبینہ پانی کا گلاس لے پاس کھڑی تھی تو وسیم تسلی دینے میں محو۔۔

"کیا ہوا ہے؟؟"اس نے دروازے ہی سے سوال کیا

"کچھ نہیں زونیشہ وہ بس آپا کو بھائی صاحب یاد آ گئے۔۔"وسیم نے رکتے وجہ بیان کی

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

زونیشہ بغیر کچھ کہے زوبیہ کے پاس آتے بغلگیر ہوئی۔۔

"ان کے اخری الفاظ یاد ہیں نا آپ کو آپ نے دو خوشیاں منانی ہے ایک ماں بن کر ایک باپ بن کر آپ کمزور ہو کر روئی گی پھر یہ خوشی بھی پھیکی پڑ جائے گی میں نے ان سے وعدہ کیا تھا کہ میں نے نہیں رونا اور آپ مجھے رلا کر اس وعدے کو توڑنا چاہتی ہے؟؟ تو ایسا کبھی نہیں ہو گا"۔۔آنسو صاف کیے ان کے مسکرانے پر آٹھ کھڑی ہوئی

"خیبر صاحب سے مل کر آتی ہوں"۔۔وہ کہتے بغیر رکے مڑ گئی

زونیشہ خیبر صاحب کے حجرے میں آتے خالدہ سے مبارک باد وصول کرتے ان کے کمرے کی جانب ہوئی۔۔

"کیسے ہیں خیبر صاحب؟؟"زونیشہ کی آواز پر وہ جھٹ سے اٹھتے بیٹھے۔۔بڑھتی عمر کے ساتھ اب وہ بھی کمزور ہوتے جاتے تھے زیادہ وقت بستر پر رہنے سے گزرتا تھا۔۔

"ارے زونیشہ بہت بہت مبارک ہو"سر پر ہاتھ رکھے کہا

زونیشہ نے اپنے تحائف اور ڈگری ایک ایک کرتے خالدہ اور خیبر کو دکھائے۔۔مجھے لگا تھا آپ یونیورسٹی آئیں گے

"کیا بتاؤں بیٹا یہ ڈھلتی عمر بہت کمزور کر دیتی ہے لیکن میں بہت خوش ہوں الفاظ نہیں ہیں میرے پاس تمہاری قربانیوں کا صلہ مل گیا تمہیں۔۔۔"

"جی بہت اپنوں کی قربانیاں دی ہیں یہاں تک پہنچنے میں بہت رشتوں کی, بہت محبتوں کی۔۔اماں آج بہت یاد کر رہی تھی بابا جان کو۔۔آج بھی ان کے سامنے مجھے مضبوط رہنا پڑتا ہے۔۔چہرہ اٹھائے آنکھیں خیبر صاحب سے ملائی۔۔

"جانتے ہیں وہاں موجود اپنے ساتھیوں کو اپنے والد سے گلے لگتے دیکھ مجھے جس قدر بابا جان یاد آئے میں آپ کو بتا نہیں سکتی۔۔"

"اولاد کی خوشیوں میں اگر والدین میں سے کوئی ایک بھی نا ہو تو اس خوشی کی مٹھاس کم سی محسوس ہوتی ہے۔۔"

"ٹھیک کہتی ہوں اگر ابراہیم صدیقی اس وقت ہوتا تو خوشی سے پھولے نہیں سماتا۔۔اسکی روح بہت خوش ہو گی امید ہے مجھے "۔۔

"آپ کی طبیعت کیسی ہے ؟؟"زونیشہ نے پاس ٹیبل پر رکھی گولیوں کے انبار دیکھ کہا

"ٹھیک ہے بس پرہیز کر لیں اور میری بات سن لیں تو بستر بھی چھوٹ جائے گا اللہ کے فضل سے" خیبر سے پہلے خالدہ جوابدہ ہوئی۔۔

"ساری عمر آپکی ہی تو سنی ہے بیگم صاحبہ" ان کا کہنا تینوں کے قہقہے کی آواز بلند کر گیا۔۔

"آپ خیال رکھے اپنا صبح ملتی ہوں خدا حافظ "

"خدا حافظ" خالدہ نے بغلگیر ہوتے اسے رخصت کیا۔۔۔

پورا ہفتہ اسی خوشی مناتے گزرتا گیا۔۔لائبریری کی جاب چھوڑنے کے بعد بھی زونیشہ حسب عادت ہر شام وہاں جاتے کتابوں کا مطالعہ کیا کرتی۔۔۔

"آگئی تم۔۔ تمھارا فون کافی دیر سے بج رہا ہے" برآمدے میں بیٹھے چاول چنتے زوبیہ نے زونیشہ کو آتا دیکھ رسمی سلام ودعا کے بعد کہا

"میرا فون؟؟ ہاں آج یہی رہ گیا تھا لیکن مجھے کون یاد کر رہا ہے؟؟" چاول کی تھال سے چند دانے منہ میں رکھے

وہ اٹھتے پھر کچن کی جانب ہوئی وہی زونیشہ نے قدم کمرے کی جناب کیے۔۔

بیڈ پر پڑا الٹا موبائل اٹھاتے زونیشہ کی دھڑکن زرا تیز ہوئی۔۔

کسی ان نون نمبر سے دو مس کال فون کی اسکرین چمکتے پر نظر آئی اگلا نوٹیفیکیشن زونیشہ کو اوپر کا سانس اوپر اور نیچے کا نیچے روک گیا۔۔

"اٹس می احان جبیل" بولڈ ٹائیپنگ میں لکھا وہ چند لفظی میسج خوشی اور حیرت یک وقت زونیشہ پر غالب لا یا تھا

ہمت جمع کرتے اس نمبر کو ڈائل کیا۔۔اگلے کچھ سیکنڈز ہی میں کال ریسیو کی گئی۔۔

"السلام علیکم"۔۔بھاری گمگھیر آواز۔۔زونیشہ کی آواز حلق میں پھنس سی گئی لمحے اسی خاموشی میں گزرے

"ہیلو؟؟"

"جی۔۔وعلیکم السلام" بامشکل ادا ہوا

"کیسی ہیں آپ؟"

"بالکل ٹھیک۔۔آپ؟؟" جھجکتی آواز

"عشق کے دامنگیر لوگوں سے سفرِ انتظار کے بعد حال دریافت نہیں کیے جاتے" جملہ سن مقابل پر سکتہ طاری ہوا

"لیکن آپکے سوال کا جواب۔۔ میں ٹھیک ہوں"

"ہمم "

"بائے داوے کنگریچو لیشن ڈاکٹر"

" تھینکس۔۔" پھر چپ

"ذہن میں ابھرتے سوالوں کے جواب مانگ لینے چاہیے خاص کر جب سامنے والا دینے کا خواہشمند بھی ہوں۔۔"

زونیشہ کے چہرے کی رنگت بدلی

"نہیں وہ میں "ٹوٹے الفاظ

"ہفتہ گزارنے کے بعد رابطے کرنے کا جواب چاہتی ہیں آپ رائٹ" احان نے اسکا جملہ مکمل کیا

"چار سال کے انتظار کا وقت طے ہوا تھا۔۔ ورد ے کے مطابق آج مکمل ہوتے ہیں وہ چار سال۔۔"آواز ہلکی سی ہوئی اسکی باتیں ہمیشہ ہی زونیشہ کو لاجواب کر دیتی

"بڑا سالوں کا حساب یاد ہے" یہ پہلا جملہ تھا جو احان کو اسکی دلچسپی کا اشارہ دے گیا

"سالوں کہاں دن گھنٹے منٹ حتیٰ کہ ہر سیکنڈ کا حساب یاد ہے۔۔ خیر مما آپکے گھر آنا چاہتی ہے۔۔ لیکن میں پہلی کی غلطی دوبارہ نہیں دہرانا چاہتا آپ پر اپنی خواہش مسلط کر کے اگر آپ مجھے اجازت دیں گے تو ہی آگے کوئی بات بڑھائی جائیگی۔۔"وہ آج بھی صاف گو تھا۔۔

"زونیشہ "رابطے کے دوران پہلی بار اسے نام سے پکارا

"آپ سوچ لیں پھر مجھے بتا۔۔۔

"میں مل کر بات کرنا چاہو نگی۔۔"احان کی بات کاٹے کہا وہ جملہ یکدم دل سے نکلا تھا

"جی؟؟"آواز میں بے یقینی تھی

"کچھ باتیں ہیں جو فون پر نہیں ہو سکتی"۔۔وہ یہ باتیں کہہ تو رہی تھی لیکن ہاتھ پر مسلسل کپکپاہٹ طاری تھی

"شام میں ملیں؟؟"فوری سوال

"جی۔۔لیکن کہاں؟؟"

جواباوہ صرف مسکرایا تھالیکن زونیشہ سمجھ چکی تھی اسکا اشارہ کس طرف ہے۔۔گھڑی میں تین سے چھ بجنے پر زونیشہ گھر سے نکل چکی۔۔وہ اب یونیورسٹی کے سامنے اسی بینچ پر موجود تھی۔۔

پندرہ منٹ کے انتظار کے بعد احان کی گاڑی اس کے سامنے آتی رکی۔۔

بلو جینز پر سفید شرٹ زیبتن کیے جاذبانہ چال چلتے زونیشہ کے قریب ہوتا گیا ہمیشہ کی طرح آنکھوں پر لگا چشمہ اس کی شخصیت کو مزید پرکشش بناتا تھا۔۔۔

"ہائے""

"ہائے۔۔۔گاڑی کی یہ حالت؟؟"گاڑی پر لگی دھول مٹی دیکھے پوچھا

"اوف کراچی کی غیر تعمیر سڑکیں انسان کی کنڈیشن بگاڑنے میں تو کار آمد تھی ہی لیکن اب گاڑیاں بھی نہیں بجتی۔۔"وہ مسکرایا

"زرا سے سفر پر تھک گئے آپ۔۔"ادھر ادھر دیکھتے کہا

"ہمم لیکن کشمیر کی سڑکوں سے چلتے یکدم کراچی کی سڑکوں کا سفر زرا نہیں کہہ سکتے"لمبی سانس لیے جوابدہ ہوا

"آپ کشمیر سے آئے ہیں؟؟؟"حیرت سے لبریز لہجہ

"جی" گردن اوپر نیچے کیے ہامی بڑھی

"لیکن۔۔۔افف خدا مجھے لگا آپ کراچی میں ہے اس لیے میں نے کہا کہ ہم مل کر بات کر لیں۔۔صرف ملاقات کے لیے اتنا لمبا سفر طے کرنا۔۔۔"شرمندگی کی ایک لہر لفظوں پر گزری

"چار سالوں کے انتظار کا جو سفر میں نے طے کیا ہے اس سے بہت کم اور ہلکا ہے یہ ملاقات کا سفر۔۔۔آپ نے ملنا تھا کیسے انکار کر سکتا تھا"۔۔وہ کہتے بینچ پر بیٹھا۔۔زونیشہ بھی بینچ کے ایک کونے پر بیٹھ چکی تھی لمحوں کی خاموشی کے بعد کلام کا سلسلہ پھر جاری ہوا۔۔

"کیا آپکو اب بھی لگتا ہے میں آپکے لیے ایک بہتر انتخاب ہوں"سنجیدہ چہرہ

"نہیں"۔۔احان کا کہنے پر زونیشہ نے نگاہیں اس جانب کی

اب آپ مجھے صرف بہتر انتخاب نہیں۔۔میری کل کائنات لگتی ہے"زونیشہ کا اوپر کا سانس اوپر اور نیچے کا نیچے رہ گیا

"احان میں اماں کو نہیں چھوڑ سکتی۔۔وسیم انکے پاس ہے لبینہ بھابھی ہے لیکن بابا اور حیدر کے بعد میں ان سے دور نہیں جاسکتی۔۔۔میں جانتی ہوں سالوں کے انتظار کے بعد یہ بات ایک بے تکی سی معلوم ہو گی لیکن ان سے دور جانے کا خوف مجھے کوئی فیصلہ کرنے نہیں دے رہا۔۔"

"میں کراچی میں انھیں یوں اکیلا چھوڑ کر کسی دوسرے شہر کبھی سکون سے نہیں رہ پاؤنگی لیکن میں آپ سے بھی کشمیر چھوڑنے کا نہیں کہہ سکتی میں جانتی ہوں آپ کی محبت آپ کا اس سے لگاؤ۔۔"زونیشہ اب بھی نظریں نا ملا پائی۔۔

"مجھے لگا تھا آپ مجھے بھول جائینگے۔۔۔لیکن اس دن آنٹی کی آنکھوں میں ابھرتی وہ چمک مجھے بے چین کر گئی پہلی بار میں نے آپکے رابطے کا انتظار کیا۔۔میں انھیں مایوس کرنا نہیں چاہتی اس لیے سوچا میں اپنے انکار کی وجہ بتادوں تاکہ بات آگے نا بڑھے"احان خاموش تھا مکمل خاموش۔۔

"میں بہت شرمندہ ہوں اتنے سالوں کے انتظار کے بعد آپ سے یہ کہنا۔۔مجھے معاف کر دیں لیکن۔۔"

"میں آپکو گھر چھوڑ دوں؟؟"احان کا سوال غیر متوقع تھا۔۔زونیشہ ٹک ٹکی باندھے اسے دیکھنے لگی

"مے آئی؟؟"آنکھوں کے اشارے سے پھر پوچھا۔۔

"ہمم"لفظ جیسے حلق میں پھنسنے لگے وہ کسی سوال وجواب کی ہمت نا رکھتی تھی۔۔احان اٹھتے گاڑی کی جانب بڑھا جبکہ زونیشہ اسکے نقش قدم پر چلتی گئی

گاڑی کا دروازہ کھولے اسکے بیٹھنے پر ڈرائیونگ سیٹ پر آتے گاڑی اسٹارٹ کی۔۔۔سفر بغیر کسی بات کیے ختم ہوتے گاڑی ابراہیم صدیقی کے گھر کے باہر رکی۔۔

"آنٹی کو میرا سلام کہیے گا"گاڑی رکنے پر بھی زونیشہ کو خیالوں میں گم دیکھے کہا

"جی"اسکے ہر براتے اترتے ہی احان وہاں سے جا چکا تھا۔۔

پیچھے اٹھتا دھواں اور دور جاتی گاڑی زونیشہ کے دل بھاری کر گئی وہ اسی کیفیت میں گھر میں داخل ہوئی۔۔

Clubb of Quality Content

اسے ماہااور زوبیہ کی آواز کمرے سے سنائی دی وہ سب بھولتے اس جانب بڑھی۔۔

"ماہا؟؟؟"بیگ صوفے پر رکھا

"کہاں ہو تم جانا نہیں ہے؟؟"اس کے آتے وہ جھٹ سے کھڑی ہوئی

کدھر؟؟

"یہ لو ہو گیا کام ہم صبح سے اس ٹینشن میں ہے کہ جلدی تمھارے گھر پہنچے کہی تم ہمیں چھوڑ کر ہی نا چلی جاؤ اور تمھیں یہاں کچھ یاد ہی نہیں "کمر پر ہاتھ باندھے

لیکن؟؟"اب بھی چہرے پر سوال تھے

"کیمپنگ ٹرپ کے لیے ٹیسٹ اور نام لکھوانے جانا ہے بھول گئ"جوابدہ ہوتے زونیشہ کے طبق روشن کیے

"یااخدااا کیسے ذہن سے نکل گیا دو منٹ دوں میں آتی ہوں"پندرہ منٹ ہی میں وہ دونوں یونیورسٹی کے لیے نکلے۔۔

ویسے تم گئ کہاں تھی جو ذہن سے نکل گیا؟؟؟"ماہم نے گاڑی چلاتے سوال کیا

"احان سے ملنے "اس کے ایک جملے پر ماہم نے زور سے بریک لگائی

"کیاااا؟؟ مطلب وہ تم سے ملنے کے لیے کشمیر سے آیا ہے تو یہ ضروری کام تھا۔۔ خالہ کا فون آیا تو پتہ لگا وہ آفس سے آتے بغیر کچھ کھائے بس کراچی کے لیے نکل گیا ہے"

"ہاں مجھے نہیں معلوم تھا وہ کشمیر ہے ورنہ کبھی میں "

وہ سب چھوڑو تم نے بات کیا کی؟؟"

"میں نے اسے کہہ دیا ماہا میں امی کی وجہ سے کراچی نہیں چھوڑ سکتی۔۔"

"زونیشہ اس نے چار سال وفاداری کی اور تم اسکی وفا اسکے صبر وانتظار کا صلہ اسے ناامیدی اور انکار دے آئی۔۔ وہ ہمارا کزن ہی اس لیے نہیں لیکن انسانیت کے نظر بھی دیکھوں تو تم نے ظلم کیا ہے"

"ماہا میں جانتی ہوں اس کی یہ وفاداری اسکی محبت اسکا خلوص یہ قیمتی سرمایہ ہے لیکن

اماں۔۔"

"اس نے کیا جواب دیا۔۔"

"کچھ نہیں بس مجھے گھر چھوڑ دیا اور چھوڑنے کا انداز صاف بتاتا تھا کہ وہ مجھے چھوڑ چکا وہ کشمیر نہیں چھوڑے گا اور نا میں اسے چھوڑنے کا کہہ سکتی ہوں" زونیشہ نے گال پر جھلکتا ایک آنسو صاف کیا

"وہ چھوڑ دے گا" ماہا نے گردن موڑے زونیشہ کو دیکھا

"تم نہیں جانتی لیکن تمہیں لے کر اس کے مخلصی عروج پر ہے!! وہ تمہارے لیے عیش کے بخت چھوڑ سکتا ہے وہ کشمیر چھوڑ دے گا "

زونیشہ خاموش تھی کا جواب۔۔ماہا نے گاڑی آگے بڑھاتے سفر جاری رکھا۔۔۔

اگلے دن اتوار ہونے کے باعث زونیشہ دوپہر دیر تک سوتی رہی۔۔

کمرے کی دستک پر جھٹ سے اٹھتے موبائل کی اسکرین روشن کی۔۔

"تین بج گئے۔۔اففف اماں تو غصہ ہو گئی ہو گی۔۔" وہ سوچتے ہی دروازے کی جانب ہوئی

"سوری اماں میری آنکھ نا کھلی میں وہ۔۔"

Clubb of Quality Content

اچھا تیار ہو کر نیچے آجاو احان اور اسکی اماں آئی ہے" وہ مسکراتے گال سہلاتے برآمدے کی جانب ہوئی۔۔

نیند کھلے تو منٹوں گزر چکے تھے لیکن اسے ہوش جیسے اب آیا تھا۔۔بے یقینی سے اس نے چھپکے سے نیچے کی جانب جھانکا۔۔ برآمدے میں ایک صوفے پر احان اور سیدہ ساجدہ بیٹھے تھے جبکہ دوسرے پر زوبیہ اور ماہا کی والدہ۔۔ساتھ لگی کرسی پر ماہا تھی جبکہ لبینہ ٹیبل پر رکھی چائے بڑھتے سب کو پیش کرنے میں محو۔۔وہ پھرتی سے کمرے میں آتے الماری سے ایک جوڑا نکالے تیار ہونے لگی۔۔

سادگی میں ڈوبے وجود پر خوشیوں کی شبنم سی پڑی۔۔

وہ لمحوں میں تیار ہوتے سیڑھیاں عبور کیے برآمدے کی جانب بڑھی۔۔

اس کے قدم اپنے جانب بڑھتے احان اٹھ کھڑا ہوا۔۔

ماہا نے آگے بڑھتے اسکا ہاتھ تھامے مسرت سے سیدہ ساجدہ کی طرف بڑھی۔۔

وہ گرم جوشی سے اس سے ملی ماہا کی والدہ سے ملتے وہ ماہا کی ساتھ لگی کرسی پر آبیٹھی۔۔

باتیں گھنٹہ بھر جاری تھی۔۔۔اسی دوران احان ماہا کے اٹھنے پر زونیشہ کے ساتھ لگی کرسی پر آبیٹھا

"کیا سمجھنے کی کوشش کررہی ہیں؟؟"اس کے چہرے کی اڑی رنگت دیکھ کہا

"کچھ نہیں۔۔۔وہ یہ سب؟؟میں نے آپ سے کچھ کہا تھا میں۔۔۔"اسکا اضطراب چہرے پر واضح تھا

"میں اب کشمیر نہیں جاؤنگا۔۔"حیرانگی مکمل زونیشہ پر غالب آئی

"کشمیر جنت ہے لیکن آپ کے لیے جنت چھوڑی جاسکتی ہے۔۔آپکا سکون میری آسائشوں سے زیادہ قیمتی ہے"۔۔کہتے احان نے اپنی وفا اور محبت کی مہر لگا ئی تھی۔۔زونیشہ کے دل مقابل کے احترام واحسان سے لبریز ہونے لگا۔۔۔وہ شخص اسے اسکی تمام دنیاوی مشاکل کا صلہ لگنے لگا۔۔آنکھیں بس نم ناہوئی تھی آنسو چہرے پر بہنے لگے تھے۔۔۔

"آپ سوچ لیں لیکن مجھے مایوس ناکیجیے گا میں اپنے بیٹے کی زونیشہ کو لے کر احساسات کو جسٹیفائی نہیں کرونگی۔۔لیکن میں باذات خود زونیشہ کو بہت پسند کرتی ہوں مجھے امید ہے

جواب ہم سب کی بہتری کا ہوگا" سیدہ ساجدہ کے الفاظ اسے ہوش کی دنیا میں لائے تھے۔۔اسی ہلکی باتوں اور کھانے کے بعد وہ لوگ جا چکے۔۔

رات کے کھانے سے فارغ ہوتے وہ دونوں برآمدے میں بیٹھے تھے زوبیہ کے گود میں سر رکھے چت لیٹے آسمان پر چمکتے ستاروں کو دیکھنے میں محو تھی جبکہ زوبیہ ایک ہاتھ سے اسکے بال سہلاتے کتاب پڑھنے میں مصروف۔۔

"اماں"۔۔لمبی خاموشی کے بعد پکارا

"ہمم"۔۔۔

"جواب کا کیا سوچا؟؟"۔۔وہ اسی طرح آسمان کو دیکھے کہنے لگی

اب بھی کچھ سوچنا باقی ہیں۔۔۔؟؟"کتاب بند کرتے سائڈ کی

"نہیں لیکن"۔۔

"زونیشہ ہر فیصلہ دماغ سے نہیں لیتے کچھ فیصلے تو دل سے لینے کے ہوتے ہیں۔۔انسان کا نفس کبھی خوش نہیں ہوتا بیٹے۔۔۔"

"وفادار مرد کو کبھی ذہنی سوالوں کے جال میں الجھتے نظرانداز نہیں کرنا چاہیے۔۔محبت کے گن گانے والے ہر پہر ملتے ہیں لیکن باوفا ساتھی کا ملنا بہت کم نصیب ہوتا ہے۔۔"زونیشہ نے آنکھیں ملائی پھر چرائی

"جانتی ہو احان کے لیے میرا دل ہمیشہ سے نرم کیوں ہے۔۔۔اسکے انداز ہی میں ہمدردی اور وفا کوٹ کوٹ کر بڑھی ہے۔۔خوبصورت مرد سے بہترین خوب سیرت مرد ہوتا ہے جو با کردار، صالح، باسیرت ہو۔۔احان ان باتوں کا مکمل مجسمہ ہے وہ ایک لاجواب انتخاب ہے"زونیشہ کی آنکھیں بہنے لگی

"اگر مجھ سے جواب جاننا چاہتی ہو تو میری رضامندی ہے تم بتاؤ؟؟؟"

"ابا اور حیدر ہوتے تو کیا احان کو قبول کرتے"زوبیہ کو اس کے رونے کی وجہ سمجھ آئی تھی وہ زندگی میں حیدر اور ابراھیم صدیقی کے بعد کسی پہلے مرد کو خود کے لیے چننے کے سفر پر تھی۔۔

"احان میں ایسی کوئی کمی نہیں جس پر اسے تسلیم نا کیا جائے"۔۔

اب زونیشہ بیٹھے زوبیہ کا ہاتھ ہاتھوں میں لیے گردن جھکا گئی۔۔

"میرا مشورہ مانو گی"۔۔زوبیہ نے اسکا چہرہ اوپر کیا

خالی آنکھیں اٹھی تھی

"اپنے لیے خود فیصلہ کرو۔۔ تمھاری زندگی میں ہر فیصلہ تمہاری پڑھائی سے لے کر لائبریری میں جاب تک کسی اور نے کیا یا مجبوری نے۔۔۔میں چاہتی ہوں تم اپنا مستقبل خود چنو"چہرہ تھپتھپایا

"تم آج رات سوچ لو میں کل جواب دے دو نگی"زوبیہ کہتے اٹھتے چند قدم بڑھی لیکن اگلا قدم ہی زونیشہ کے لفظوں پر رک سا گیا۔۔۔

"آپ ہامی بڑھ لیں" گردن اب بھی جھکی تھی۔۔زوبیہ تسلی کے غرض سے تیزی سے اسکی جانب لپکی

کیا؟؟"

خجل سے چہرہ گلابی ہونے لگا۔۔۔زوبیہ ماتھا چومے بغلگیر ہوئی۔۔اگلی صبح محبت وانتظار کی منزل کی دستک تھی۔۔۔ہلکی شیریں باتوں کے تبادلے اور رسمی میٹھی رسم کے بعد انکا نکاح

طے ہو چکا۔۔چار تاریخ چوتھا مہینہ ہفتے کا چوتھا دن احان کو چار سالوں کے انتظار کا صلہ ملنا تھا۔۔سادگی و قریبی لوگوں کو دعوت دیتے نکاح منعقد کیا گیا۔۔

ابراہیم صدیقی کے گھر کا برآمدہ سفید اور ہلکے رنگوں کے پھولوں پتیوں اور دلکش انداز میں نکاح کے ایونٹ کے مطابق سجایا گیا تھا۔۔۔زوبیہ مہمانوں کو خوش آمد کرتے زونیشہ کے کمرے کی جانب ہوئی آئینے کے سامنے دلہن کے روپ میں وہ سجی دوشیزہ حوروں سی معلوم ہوتی تھی۔۔۔قیمتی نفیس سفید شرارے پر ہم رنگ ہی بھاری کامدار ڈوپٹہ زیب تن تھا۔۔خوبصورتی سے کیا گیا میکاپ حسن کو دوبالا کرتا تھا جبکہ اسکے چہرے پر کھلتی مسکراہٹ نظر اتارنے پر مجبور کردیتی۔۔۔

زوبیہ بڑھتے نم آنکھوں سے اسے بوسا دیے کرسی قریب کرتے بیٹھی۔۔

خوبصورت!!ماشاءاللہ!!"وہ اسے سر تا پیر دیکھے گویا ہوئی

"رونا نہیں ہے خوشی کا دن ہے آج"ساتھ کھڑی لبینہ نے ان کے کندھے پر ہاتھ رکھے کہا

زونیشہ بس ماں کا چہرہ نظروں میں قید کیے جا رہی تھی۔۔دور ہونے کے خوف سے نم آنکھیں اور خوشیوں مل جانے کے باعث مُسکراتے ہونٹ۔۔۔رخصت ہوتی بیٹی کے لیے ماں کا یہ روپ قیامت سا بھاری ہوتا ہے۔۔۔

وسیم زوبیہ کو ڈھونڈتے اس کمرے تک پہنچا۔۔وہ زونیشہ کے قریب آتے شفقت سے اس کے سر پر ہاتھ رکھے گویا ہوا

"تمھیں اس روپ میں بھائی صاحب دیکھتے تو تم سے ہر پل کی نفرت کا پچھتاوہ کرتے۔۔ہمیشہ خوش رہو۔"۔آنکھوں میں جھلکتا آنسو صاف کیا۔۔

"کبھی یہ مت سمجھنا بھائی اور حیدر کے بعد تمھارا اس گھر میں ولی کوئی نہیں۔۔تم میری بہن بیٹی دوست سب ہو زونی۔۔ہمیشہ تمھارے لیے حاضر ہوں۔۔"

"جانتی ہوں بس اماں کا بہت خیال رکھنا یہ میری اس گھر میں امانت اور وراثت ہے"آنکھوں سے آنسو بہا تھا

"تم خوش رہو گی تو میں یہاں خوش رہوں گی" بات کے دوران زوبیہ نے کہا۔۔

"احان کے گھر والے آگئے شاید"گاڑیوں کی آواز سن لبینہ نے کہا

"بالکل ہماری رونق کو لے جانے جگنو آئے ہیں" یہ خالدہ تھی جنھوں نے آتے بات کو یقینی کیا

"ماشاءاللہ نظر نا لگے "بغلگیر ہوتے ماتھے پر بوسا دیا۔۔

مہمانوں کے استقبال کے بعد انھیں برآمدے میں لگی کرسیوں پر بٹھا دیا گیا۔۔۔

برآمدے کے بیچ و بیچ لگے دو صوفوں کے درمیان پھولوں کی دیوار قائم کی گئی تھی۔۔ایک جانب صوفے پر احان نفیس سفید سوٹ پر اوف وائٹ شیروانی کوٹ ملبوس کیے براۓ جمان تھا۔۔۔ایک گلاب و عطر کی مہک آتے سب کی نظر سیڑھیوں سے اترتی زونیشہ پر پڑی۔۔سادگی میں رہتی وہ لڑکی آج دلہن کے روپ میں غضب ڈھا رہی تھی۔۔۔

زوبیہ کا ہاتھ پکڑے وہ قدم قدم سب کے قریب ہوتے گئی۔۔

صوفے کے پاس کھڑے خیبر صاحب نے آگے بڑھتے اسے بوسا دیتے دعاؤں سے نوازا۔۔شفقت و محبت کے جذبہ سے گزرتے زونیشہ عشق سے دامنگیر اس نوجوان کے روبرو صوفے پر آبیٹھی۔۔۔

سیدہ ساجدہ کے ساتھ ماہا اور اسکی والدہ بھی باری باری زونیشہ سے ملتے احان کے پیچھے آ کھڑے تھے۔۔ جبکی سید جبریل جبیل احان کے والد فاصلے پر رکھی کرسی پر بیٹھے۔۔ اڈھیر عمر لیکن تندرست شخص تھے وہ زونیشہ سے پہلی بار ملنے کو تھے۔۔۔

نکاح خواہ کی آمد پر گھر کے بڑے سب ان سے رسمی سلام و کلام کرنے لگے۔۔

احان کی نظر پھولوں کے آر پار سجی زونیشہ پر پڑی جو نظر جھکائے ڈوپٹے کے کونے پر لگے موتی سے کھیلنے میں محو تھی۔۔ وہ خوش تھی لیکن شاید نروس۔۔۔

نکاح خواہ ایک طرف بیٹھتے پہلے زونیشہ سے سوال کرنے لگا۔۔۔ لمحوں کے خاموشی اور کپکپاتی آواز پر قبول کہتے سب کی آنکھیں نم کر گئی۔۔ زونیشہ ابراہیم صدیقی۔۔۔ یہ نام اسے اس کے بعد نئی پہچان ملنے لگی تھی۔۔ اسے اب زونیشہ احان جبیل ہو جانا تھا۔۔۔ زندگی نے باپ کے بعد آج نام چھین لینے کی بھی قربانی مانگی تھی۔۔ ایسی قربانی جیسے بیٹیوں کو دینا پڑتی ہے بچپن سے ایک انسان کے نام سے جانے جانے کے بعد لمحوں میں اسی کسی اور کے نام کر دیا جاتا ہے۔۔۔

تیسری باری قبول کہتے اس نے زوبیہ کا ہاتھ تھاما آنسو جھلکنے شروع ہو چکے اور ہونٹوں سے لفظ ادا۔۔۔قبول ہے!!!

نکاح خواہ اسے مبارک اور مہر کی رقم دیتے احان جبیل کی جانب بڑھے۔۔۔

نکاح خواہ کے الفاظ خاموشی اور ہلکی آوازوں کے بیچ بلند ہوئی۔۔

"سید احان جبیل آپکا نکاح زونیشہ ولد ابراہیم صدیقی سے کیا جارہا کیا آپ نے انھیں قبول کیا؟؟"۔۔احان نے نظریں زونیشہ سے ناہٹائی تھی وہ اس کے ہاتھوں کی حرکت کو باخور دیکھنے میں محو تھا جو کبھی زوبیہ کے ہاتھوں کی گرفت مضبوط کرتا تو کبھی جھلکتا آنسو انگلیوں کے پوروں سے صاف کرتا۔۔۔

سب کے کان و نظر احان کے قبول کہنے کے منتظر تھے۔۔۔

"میں انھیں اپنی زوجیت میں قبول کرتا ہوں "بس جملے ہر زونیشہ تک کی نظر احان کے چہرے ہر اٹھی۔۔۔وہ شخص اسکے تصورات سے بہت آگے کو تھا۔۔اس کے اس سادہ مگر احساس سے بھرپور جملے سے وہاں موجود سب کے چہروں پر گہری مسکان پھیلی۔۔۔

اگلی دومزید اجازت کے بعد زونیشہ کو احان کی زوجیت کا شرف مل چکا۔۔دعا ورسمی مبارک بعد کرتے

خیبر اور وسیم نے زونیشہ کو سید جبریل جبیل سے ملویا۔۔وہ ایک خوب سیرت شخصیت کے مالک تھے انہوں نے زونیشہ سے کچھ شفقت کے جملے تبادل کرتے ہیں اسے دعائیں دیتے پھر دوسروں لوگوں میں شامل ہوئے

دونوں کو ایک برآمدے میں دوسری جانب لگے صوفے پر بیٹھا دیا گیا۔۔جبکہ باقی سب کھانے میں مصروف رہے۔۔

"آپ بہت خوبصورت لگ رہی ہیں"۔۔بات کی شروعات ہونے لگی

"بہت شکریہ"

"میں اچھا نہیں لگ رہا کیا؟؟"سوال پر زونیشہ نے گردن موڑے اسے دیکھا

"اب میری اپنی بیوی تعریف نہیں کرے گی تو۔۔"ادھورا جملہ ہی زونیشہ کو مکمل بات سمجھا گیا۔۔وہ مسکراتی گئی۔۔

Clubb of Quality Content

"آپ ہنس کیوں رہی ہیں میں سیریس ہوں میری بھی تو شادی ہے میں بھی تو سننا چاہتا ہوں میں اچھا لگ رہا ہوں" وہ احان جبیل تھا کچھ بھی کہہ سکتا تھا

"آپ بہت خوبصورت لگ رہے ہیں ڈیر ہسبینڈ" خجل سے لبریز چہرہ اٹھائے مقابل سے نظریں ملائی

"خوشی سے ہی نا مر جاؤں ڈیر وائف" ہاتھ میں ہاتھ تھماتے سہلاتے کہا۔۔

آپ خوش نہیں؟؟" زونیشہ کے اترتے چھڑتے خوشی کی رنگت دیکھے کہا۔۔

"نہیں ایسا نہیں ہے" خدشہ دور کیا

"تو پھر؟؟" لفظوں کے ساتھ آنکھوں کے اشارے سے پوچھا۔۔

اس برآمدے کو جب میں دیکھ رہی ہوں تو ان پھولوں کی جگہ مجھے کفن نظر آتا ہے میت نظر آتا ہے ابا کا، حیدر کا میت۔۔ سب کو لگتا ہے کہ میں انہیں بھول جاؤں گی لیکن باپ بھلائے نہیں جاتے۔۔۔ میں بہت خوش ہوں احان لیکن یہ گھر اور اس سے جڑا میرا ماضی ہمیشہ میری خوشیاں پر حاوی رہا ہے" آنسو جھلکنے سے قبل ہی احان نے اسے اپنی انگلیوں سے صاف کیا

"ابا برے نہیں تھے میرے خیالات نے انہیں برا کر دیا تھا اب مجھے افسوس ہے کہ اس گھر میں ان کو لے کر میرے لیے اچھائی کے لمحات کم ہے اور برے لمحات زیادہ"

"میری ماں کو لے کر میری خواہش پر آپ نے جو کچھ کیا ہے اس کا احسان ساری زندگی چکانا مشکل ہے"

"آپکا مل جانا ان تمام چیزوں کا نعم البدل ہے "احان نے کہتے اسکا ہاتھ چوما۔۔وہ ٹک ٹکی باندھے رونے پر لال ہوتے اس کی ناک اور خجل سے گلابی ہوتے چہرے کو دیکھنے میں محو تھا

"ہمم دوسروں کو بھی دیکھ لو میاں اب زندگی بھر پھر اسے ہی دیکھنا ہے۔۔۔"ماہا نے ان کے قریب ہوتے کہا۔۔

"ان کے ساتھ ہوتے کسی اور دیکھنا خیانت سا لگے گا"۔۔

"واہ کیا کہنے۔۔۔ خیر بہت مبارک جی۔۔بھیا اور بھابھی کو اور بہن اور جیجو کو"احان کے جوابدہ ہوتے بات مکمل کی

بہت شکریہ"

"چلو پھر لاؤ احان جوتا چھپائی کے پیسے۔۔"کمر پر ہاتھ باندھے کہا

"کیا؟؟ تمہیں دوسروں کو لوٹنے کے علاوہ کچھ اور کام ہے چلو نکلو یہ گھر والی کے گھر والوں کا کام ہوتا ہے۔۔اور تم تو ویسے ہی بہت کما چکی ہو چلو جاؤ شاباش۔۔"

چٹکی بجائے کہا

"اللہ ہم جیسے معصوم کے چند پیسوں پہ نظر تمہاری۔۔اور گھر والوں کا کام ہے نا ویٹ۔۔۔لبینہ بھابھی لبینہ بھابھی۔۔۔"وہ آوازیں دیتے اب زوبیہ کو بھی اپنے جانب متوجہ کر چکی تھی۔۔۔

"ارے اپ اتنی سیدھی کیسے ہیں دولہے بھائی سے جوتا چھپائی کے پیسے تو لیں۔۔۔اور زوبیہ انٹی آپ بتائیں کیا میں آپ کی بیٹی نہیں ہوں۔۔دیکھیں نا دولہے بھائی کہہ رہے ہیں گھر والی کے گھر والوں کا کام ہے۔۔۔"معصوم انداز لیے سب کو قہقہ لگانے ہر مجبور کر گئی۔۔۔

"چلیں لبینہ بھابھی آپ مانگے میں دوست باہر والی سہی آپ تو گھر والی ہے"وہ زرا ماحول بہتر کرنے لگی زونیشہ کے چہرہ مسکرانے لگا

"لیکن ایک سیکنڈ وہ بارات کی رسم ہوتی ہے نکاح کی نہیں"احان نے کہتے ماہا کے چہرے کی ہنسی چھینی

"خدا کا خوف کرواتنے کنجوس نہ بنو حور دی ہے ہم نے کچھ نور ہم پر برسادوں" تیوری چڑھاتے کہا

"اوہ حور کی بات ہے تو چاہے ساری دولت لے لو" کہتے جیب میں ہاتھ ڈالے لفافہ نکالا

"یہ لیں" ماہا کی جانب دیتے ہاتھ لبینہ کی جانب کیا

"گن تو لیں کتنے ہیں"

"ارے بس کرو جتنے بھی ہے اب بہت ہے" زوبیہ نے کہتے ماہا کو خاموش کیا

اوکے" ہنستے مسکراتے تقریب جاری رہی۔۔

مغرب کا وقت ہونے لگا دور کے مہمان جا چکے لیکن گھر کے لوگ ابھی بھی زونیشہ کے گھر موجود تھے

سید جبریل جبیل اپنی پرانی کہانیاں سناتے ہوئے سب کی دلچسپی بڑھانے لگے جب کہ باقی سب گرد دائرے پر ہر جوشی سے مسکراتے شامل رہے

"کیا برخوردار ساری رات ان سیاست میں ضائع کرنی ہے" ماہا نے جھکتے احان کے کان میں سرگوشی کی

"تو کیا کروں بھنگڑے ڈالوں" الٹا جواب

"ڈال دو وہی ڈال دو اور تو کچھ ہونا نہیں ہے چوڑیاں پازیب دوں؟؟ ڈفر جاؤ کہیں اوٹنگ پر جاؤ ابھی ابھی بیگم ملی ہے تمہیں یہ باتیں پوری زندگی بیٹھ کے سن سکتے ہو" آنکھیں بڑی کرتے حمکیہ کہا

'تمہیں بڑا ایکسپیرینس ان سب کا"

"اس کا جواب بعد میں دوں گی باقی تمہارے لیے وہ جگہ کے ارینجمنٹ ہو چکے ہیں" مسکراتے کہا

"واقع بہت شکریہ یار" وہ احسان مند ہوا

"چلو اور ایکٹنگ کرنے کی ضرورت نہیں ہے اپنی شادی میں سارے بدلے پورے کروں گی" انگلی دکھاتے آنکھیں گھمائی

"سود سمیت ڈیئر سسٹر" گال کھینچتے کہا

"جاؤ بھی یہاں کوئی پوچھے گا میں سنبھال لونگی" مسکراتے دونوں کو وہاں سے رخصت کیا

بیس منٹ کا سفر طے کرتے گاڑی ایک طرف پارکنگ کرتے احان نے اترتے دوسرے جانب کا دروازے کھولا ہاتھ تھماتے گاڑی سے اترتے سامنے منظر پر نظر پڑتے ہی زونیشہ کے چہرے پر گہری مسکان ابھری

وہ بینچ ایک خوبصورت طریقے سے سجایا گیا تھا ہلکی جلتی بجھتی بتیاں ارد گرد بکھریں گلاب کی پتیاں اور بینچ کے سائڈ پر رکھیں سفید گلاب وہ کسی فریٹائل موومنٹ سے کم نہیں تھا۔۔

"آج سے پہلے یہ جگہ اتنی خوبصورت کبھی نہیں لگی" زونیشہ نے اس کے سرپرائز اور محنت کو اپریشیٹ کرنا ضروری سمجھا

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"اچھا!! لیکن مجھے تو یہ جگہ ہمیشہ خوبصورت لگی جب بھی آپ میرے ساتھ یہاں ہوتی"۔۔وہ کسی ایسے ہی جواب کی امید کر رہی تھی مسکان قہقہ میں تبدیل ہوئی۔۔وہ ہم قدم چلتے بینچ کے قریب ہوئے

"بیٹھیں پلیز۔۔"

"شیور"۔۔زونیشہ کے بیٹھتے ہی احان نے جھکتے لہنگا اطراف سے ٹھیک کرتے پھیلایا

"بہت شکریہ۔۔"لیکن ہم یہاں آئے کیوں ہے؟"احان کے بیٹھنے پر سوال کیا

"کہانی کی ابتداء جہاں سے ہوئی اسکی انتہاء بھی وہی سیلیبریٹ کرنے کے لیے"۔۔

"یہ آپکے لیے۔۔ہر اس چیز کے لیے جو اس رشتے کو یہاں تک لایا ہے آپکا وقت انتظار، صبر ، بھروسہ ایوری تھنگ"سفید گلاب کا بوکیں اسکی جانب کرتے کہا

"ویل اگر بات یہ ہے تو۔۔۔"زونیشہ نے کہتے اٹھتے بوکیں سے دو گلاب نکالے باقی پھول بینچ پر رکھے وہ احان کے سامنے گھٹنوں کے بل بیٹھی۔۔

"یہ آپکے لیے مخلصی وفاداری اور محبت کے ساتھ انتظار کے لیے،اس یقین کو برقرار رکھنے کے لیے حقیقی مرد صرف بہانوں اور دلفریب باتوں سے نہیں بلکہ اپنی پسندیدہ عورت حاصل کرکے جیتتا ہے"۔۔وہ محبت وصبر کی داستاں مکمل کرنے والا دوشیز ایسے ہی کسی لمحے کا حقدار تھا۔۔

"نہیں پلیز۔۔آپکے حاصل ہو جانے کا انتظار اس لیے تو نہیں کیا کہ آپ کو اپنے قدموں میں جھکتے دیکھوں"ہاتھ سے گلاب لیے وہ یکدم ہچکچاتے اسے اٹھانے لگا

"آپکو شکریہ ادا کرنے کی ضرورت نہیں بلکہ خود کے لیے قبول کرتے مجھے آپ نے ساری زندگی کا محسن و مقروض بنالیا ہے" زونیشہ کے ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں لیتے کہا

"محبت دل کی داستاں ہوتی ہے اور محبوب کا مقام سانسوں سا قیمتی۔۔ لیکن صرف وہی جان پاتے ہیں جن کی محبت میں صدق ہو"۔۔احان جبیل اس وقت محبت میں دامنگیر عاشق کی تصویر تھا۔۔

"آپ کی دوری یا ناراضگی میری کمزوری ہے زونیشہ بس کبھی مجھے اس کمزوری کے سامنے مت کیجیے گا" زیب دیدہ آنکھیں الفت و خلوص سے لبریز تھی

" کبھی نہیں ڈیئر ہسبینڈ ہیش ٹیگ سی بی آئی صاحب" زونیشہ کا کہنا احان کو اپنا آپ آسمانوں میں اڑتا محسوس ہوا چہرے پر کھلتی پرجوش مسکراہٹ۔۔وہ بلش کر رہا تھا۔۔

"تھینک یو وائفی"۔۔اس کے مسکراتے جوابا ہونا مقابل کا گلابی چہرہ مزید گلابی کر گیا زونیشہ نے سر احان کے کندھے پر ٹکایا۔۔خواب جب تک خواب رہتا ہے جب تک اسکا خواب کی حد تک دیکھا جائے کیونکہ حاصل کی چاہ حقیقت بننے میں وقت نہیں لیتی۔۔

نرم سرد موسم، ہلکی ہوا، اندھیرے میں چمکتے چاند کے اطراف میں ٹمٹماتے تارے، کائنات کی ہر شئے گویا اس لمحے کو انکے لیے خاص بنانے میں کارآمد ثابت ہو رہی تھی۔۔ مرد کو سمجھدار اور ہمدرد عورت کی چاہ ہوتی ہے وہی عورت کو وفادار اور محافظ مرد کی۔۔ انھیں بھی قسمت نے اسی قیمتی تحفے سے نوازا تھا۔۔

لاکھ ہو ماضی دامن گیر

مستقبل کی دیکھ لکیر

سب سے محبت کرنا سیکھ

کہہ کے گیا کل ایک فقیر

عہد جوانی بیت گیا

کر اب جینے کی تدبیر

کوہ کن اب بھی زندہ ہے

لا نہ سکا جو جوئے شیر

دل کش ہیں کردار یہ سب

لیلیٰ ہو شیریں یا ہیر

اپنی قسمت آپ بنا

کیوں ہے گلہ سنج تقدیر

لاکھ ہو ماضی دامنگیر

مستقبل کی دیکھ لکیر۔۔۔۔

ختم شد

دامنگیر

از قلم منزہ حسن

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

مزید بہترین ناول/افسانے/آرٹیکل/مختصر کہانیاں اور معیاری شاعری پڑھنے کے لئے نیچے دیئے گئے لنک پر کلک کریں۔

شکریہ!

www.novelsclubb.com

Clubb of Quality Content!

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔تو ہم سے رابطہ کریں۔

ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔

آپ اپنا لکھا ہوا ناول،افسانہ،شاعری،ناولٹ،کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں ورڈ فائل یا ٹیکسٹ فارم میں میل کریں

novelsclubb@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک،انسٹا پیج اور واٹس ایپ کے ذریعے بھی ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں۔

FB PAGE:

NOVELSCLUBB

INSTA:

NOVELSCLUBB

WHATSAPP:

03257121842